

مغفرتِ دُنب

ڈاکٹر صاحبزادہ
ابوالخیر محمد زبیر

مغفرت ذنب

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

فیضانِ کتب خانہ
نور آباد - فتح گڑھ سیالکوٹ

رکن الاسلام پبلیکیشنز

آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد

کتاب --- مغفرت ذنب
 مصنف --- صاحبزادہ ڈاکٹر ابو الحیر محمد زبیر
 کمپوزنگ --- صاحبزادہ فائز محمود
 اشاعت اول --- ۱۹۹۸ء / ۱۳۱۹ھ
 قیمت ---
 ناشر --- رکن الاسلام پبلیکیشنز
 آزاد میدان، میر آباد حیدر آباد

فہرست

۳	پیش لفظ
۵	عصمت انبیاء کا تحفظ
۶	دوسرا عقیدہ
۷	علمی اختلاف
۹	مسئلہ مغفرت ذنب
۱۰	محبت و احترام اعلیٰ حضرت
۱۲	خلاصہ کلام
۱۳	آغاز کتاب
۱۴	اعتراض
۱۵	جوابات
۱۵	اول
۱۶	ثانی
۱۷	ثالث
۱۸	رابع
۱۹	قول خراسانی و مکی
۲۰	قول ضعیف اور غیر مقبول
۲۰	اول
۲۳	ثانی

۲۸	خلاصہ کلام
۲۸	ثالث
۳۰	رابع
۳۱	مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر
۳۲	مفتی احمد یار خاں صاحب کی تفسیر
۳۳	خامس
۳۳	سادس
۳۴	سابع
۳۵	ثامن
۳۵	علامہ سعیدی کی تحقیق
۳۶	تاسع
۳۶	اعتراض
۳۷	جواب اول
۳۸	جواب ثانی
۳۹	اعتراض ثانی
۴۰	جواب اول
۴۵	جواب ثانی
۴۷	خلاصہ کلام
۴۸	علمی اختلاف
۵۰	المحضرت کا کلام
۵۵	صدر الافاضل کا کلام
۵۷	المحضرت کے والد کا کلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہندو پاک میں جہاں قادیانیت، خارجیت، پرویزیت جیسے نئے نئے فرقے پیدا ہوئے۔ وہاں ایک اور خطرناک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ اور جس طرح بعض فرقوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت کی آڑ میں اسکے پیارے نبیوں کی گستاخیاں کیں اسی سے ملتا جلتا طریقہ اس نئے فرقے میں بھی اختیار کیا جا رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کی آڑ میں بڑے بڑے نبیوں ولیوں اور صحابہ کو گستاخ بے ادب اور کافر بنایا جا رہا ہے۔ مثلاً اس فرقے کا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ آیۃ مبارکہ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر میں جو ذنب کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضور کی طرف دی ہے۔ اسکا ترجمہ اور تشریح کرتے وقت خواہ ذنب کے کوئی سے بھی معنی لیے جائیں اسکی کوئی سی بھی تاویل کی جائے بہر حال لفظ ذنب یا اسکا ترجمہ گناہ، یا خطاء وغیرہ سے کر کے اسکی نسبت حضور کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی گستاخی جہالت اور گمراہی ہے ایسا کرنے والا نبی کا گستاخ اور کافر ہے، توہین رسالت کی جو سزا ہے وہ اسپر نافذ کی جائے گی، جہنم اسکا مقدر ہے، آخرت اسکی برباد ہو گئی، عبد اللہ بن ابی کیسا تھ اسکا حشر ہو گا وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم نبی معصوم نے بھی دی ہے۔۔۔ خود حضور نے اپنی طرف نسبت دی ہے۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دی ہے۔۔۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے دی ہے۔۔۔ امام غزالی نے دی ہے۔۔۔ امام رازی نے دی ہے۔۔۔ امام عسقلانی نے دی ہے۔۔۔ امام قسطلانی نے دی ہے۔۔۔ علامہ سیوطی نے دی۔۔۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے دی ہے۔۔۔ اسکے علاوہ سینکڑوں مفسرین و محدثین نے حضور کی طرف یہ نسبت دی ہے

تو گویا اس فرقے کے اس نظریہ کی رو سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ تمام انبیاء صحابہ اولیاء مفسرین محدثین سب کافر ہو گئے، انکا جہنم مقدر ہو گیا، انکی آخرت برباد ہو گئی، انکا عبد اللہ بن ابی جیسا حشر ہو گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ فتویٰ جاری کرنے والوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ صرف انبیاء و اولیاء اور مفسرین و محدثین ہی نہیں بلکہ جس شخصیت کو وہ سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں اور جس کی محبت میں وہ یہ سب فتوے نافذ کر رہے ہیں یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور انکے والد گرامی وہ خود اس فتویٰ کی زد میں آکر کافر قرار پائے ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے کلام میں بھی دوسرے مقامات پر ذنب کا تعلق حضورؐ سے ثابت ہو رہا ہے (جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے)۔۔۔۔۔ یہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خاں صاحبؒ کے کلام میں تو ذنب کے معنی گناہ سے کر کے اسکی نسبت حضورؐ کی طرف ثابت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ جبکہ علامہ فضل حق خیر آبادی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ شاہ عبد القادر شاہ رفیع الدین مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی مفتی اعظم ہند مفتی محمد مظہر اللہ شاہ صاحب۔ غزالی زماں علامہ سید اہم سعید شاہ کاظمیؒ علامہ محمد عمر چھروی علامہ محمد شفیع اکاڑوی، رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علامہ غلام رسول رضوی علامہ اشرف سیالوی دامت برکاتہم کے تراجم اور کلام میں بھی ذنب یا اسکے معنی لفظ گناہ یا خطا سے کر کے تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ تو کیا معاذ اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ انکے والد گرامی مولانا نقی علی خاں صاحبؒ انکے خاص خلیفہ علامہ فضل حق خیر آبادیؒ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ شاہ ولی اللہ مفتی محمد مظہر اللہ شاہ صاحب مخدوم جہانگیر سمنانی حضرت غزالی زماں اور دیگر مندرجہ بالا اکابر علماء و فقہاء یہ سب کے سب کافر ہو گئے؟ کیا انکی آخرت بھی برباد ہو گئی کیا انکا بھی جہنم مقدر ہو گیا؟ معاذ اللہ۔ اس فرقے کے اس نظریہ پر اور فتویٰ پر اتنی حیرت نہیں جتنی اس بات پر ہے کہ اس ملحدانہ فتویٰ کی تائید و تعریف اور تصدیق بعض اہلسنت والجماعت کے سادہ لوح علماء سے بھی ہو گئی ہے اور وہ بھی عشق رسول کے نعرہ میں

آکر س مکروہ اور خطرناک فرقے کے دام فریب میں آگئے ہیں۔ اور اس قسم کی کافرانہ اور
مخدانہ باتوں کی تعریف و تصدیق کر بیٹھے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ عشق
مصطفیٰ کی آڑ میں نبیوں اور ولیوں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار اور تمام مفسرین و محدثین
حتیٰ کے اعلیٰ حضرت اور انکے والد گرامی کو کافر بنا کر کس طرح لوگوں کے ایمان پر باد کرنے کی
سازش کی جا رہی ہے اور ایک نئے خطرناک فرقے کو جنم دے کر لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ یہ
خطرناک منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

عصمت انبیاء کا تحفظ:-

یہ فرقہ عوام کو تو یہ کہہ کر بیوقوف بنالیتا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ یا تشریح کرتے
وقت اگر ذنب یا اس کے معنی گناہ، خطا سے کرتے ہوئے اسکی نسبت حضور کی طرف
برقرار رکھی گئی تو اس سے عصمت انبیاء کا مسلمہ عقیدہ مجروح ہو جائیگا۔ لیکن وہ علماء جن
کی احادیث و تفاسیر پر وسیع نظر ہے وہ انکے دام و فریب نہیں آسکتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ
مفسرین نے یہاں ذنب اور گناہ کی ایسی ایسی تاویلیں کی ہیں کہ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر
ان الفاظ کی نسبت حضور کی طرف کی جائے تو اس سے عصمت انبیاء پر ذرہ برابر کوئی آئی
نہیں آتی بلکہ اس سے حضور کی عظمت و شان مزید آشکارا ہوتی ہے۔ (جیسا کہ اس کی
تفصیل کتاب میں آگے آرہی ہے۔) حتیٰ کے ایک معنی تو مفسرین نے ایسے بیان کیے ہیں
کہ اس کے لحاظ سے اس آیت میں ذنب یا اس کے معنی گناہ سے کرتے ہوئے اسکی نسبت
حضور کی طرف کرنے سے عصمت انبیاء کے خلاف نہ صرف یہ کہ کوئی معنی ظاہر نہیں
ہو رہے بلکہ اس کے برعکس عصمت امام الانبیاء کا اعلان ہو رہا ہے۔ اور اس تفسیر کی
روشنی میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا

تاکہ اللہ تعالیٰ بچالے اور محفوظ فرمالے آپکو آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

اب یہاں ذنب کی نسبت جو قرآن میں حضور کی طرف دی گئی ہے اس نسبت
میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل بھی نہیں کرنا پڑا وہ قرآنی نسبت بھی بدستور حضور کی
طرف برقرار رہی اور عصمت انبیاء پر کوئی حرف آنے کے بجائے عصمت امام الانبیاء کا

تحفظ ہی نہیں بلکہ واضح الفاظ میں اسی آیت کے اندر اسکا اعلان بھی ہو گیا۔
دوسرا عقیدہ:-

اس فرقے کا دوسرا عقیدہ جو انکی باتوں سے پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ انکے نزدیک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ہے کیونکہ جب اس فرقے کے سامنے یہ بات رکھی جاتی ہے کہ آیت مبارکہ ”لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر“ کا یہ ترجمہ کرنا کہ ”تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے“ یہ حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اس آیت مبارکہ کے متعلق صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر اگلی آیت مبارکہ ”لیدخل المؤمنین و المؤمنات“ نازل ہوئی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، مسند احمد، تفسیر کبیر، روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر سادی، تفسیر درمثور) اس صحیح حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام کا اس آیت کے متعلق یہ فرمانا کہ ”یہ تو اللہ نے بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا“ اور پھر اپنے متعلق سوال کرنا کہ ”ہمارے ساتھ کیا ہوگا“۔ یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ اس آیت میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت ہرگز مراد نہیں لہذا اب اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت مراد لینا یہ اس حدیث کے صریح خلاف ہے۔ (اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث کے یہ ترجمہ خلاف ہے جسکی تفصیل آگے آرہی ہے) چنانچہ جب یہ احادیث مبارکہ انکو سنائی جاتی ہیں تو اسکے سننے کے باوجود اس فرقے کے لوگوں کا اصرار یہی ہوتا ہے کہ کچھ بھی ہو یہ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ تو گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ انکی نظر میں حضور کی حدیث غلط ہوئی چونکہ ترجمہ اور حدیث آپس میں ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ اس لیے اندونوں میں سے کوئی ایک صحیح ہوگا اگر وہ ترجمہ کو صحیح کہتے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ حدیث کو غلط قرار دے رہے ہیں تو گویا اس فرقے کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کی اعلیٰ حضرت کے قول کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں یعنی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انکی نظر میں اعلیٰ حضرت کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہیں بڑھکر ہوا۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس توہین رسالت کو محبت رسول اور عشق رسول کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جو حدیث کو ٹھکرا کر اس توہین رسالت کے کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لٹا اسکو گستاخ رسول کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے لایوم من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ کہ اسوقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسکو اسکے باپ اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ کیا تمام لوگوں سے زیادہ حضور سے محبت اسی کو کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی محبت میں انکے قول کو حضور کے قول پر ترجیح دی جائے اور انکے قول کے مقابلے میں حدیث رسول کو بھی ٹھکرا دیا جائے؟ کیا اسی کا نام عشق مصطفیٰ ہے یا اس عشق مصطفیٰ کی آڑ میں کسی نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جا رہی ہے؟

علمی اختلاف:-

اس فرقے کے لوگوں سے جب حدیث رسول کا کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو اعلیٰ حضرت سے علمی اختلاف کرنے کو انکی گستاخی بے ادبی اور اسکو انکی دشمنی قرار دیکر عوام کے اندر بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ کہہ کر عوام کو بد دل کیا جاتا ہے کہ یہ ادنیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کے مد مقابل آکر انپر زبان طعن دراز کر کے بے باکی اور منہ زوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ انکی سوچ درست نہیں۔۔۔ دیکھئے علمی مسائل پر حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اختلاف کیا حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے اختلاف کیا۔۔۔ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہؓ نے ایک دوسرے اختلاف کیا۔۔۔ خود امام اعظم ابو حنیفہؓ کے نامور شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمدؓ نے اپنے استاد امام اعظم سے اختلاف کیا۔۔۔ حتیٰ کے خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور مسلمہ فقہاء سے اختلاف کیا۔۔۔ اعلیٰ حضرت سے محبت رکھنے والے بہت سے اہلسنت کے نامور اکابر علماء اور فقہاء نے اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری میں بھی اور آپ کے وفات کے بعد بھی بہت سے علمی مسائل پر آپ سے اختلاف کیا۔۔۔ کیا معاذ اللہ یہ اختلاف کرنے والے اس علمی اختلاف کے باعث ایک

دوسرے کے دشمن کہلائیں گے ایک دوسرے کے گستاخ اور بے ادب قرار پائیں گے۔ کیا علحضرت نے بڑے بڑے علماء اور فقہاء سے اختلاف کر کے کیا ان پر زبان طعن و راز کی ہے؟ کیا ان سے منہ زوری کی ہے کیا انہوں نے انکی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔؟ نہیں برگز ایسا نہیں علمی مسائل میں یہ اختلاف زحمت یا عداوت نہیں بلکہ خدا کی رحمت ہے۔ اور نہ صرف صحابہ اور تابعین و اکابرین بلکہ خود علحضرت کی بھی سنت ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلوی کے خاص شاگرد اور خلیفہ اور آپ کے اولین سوانح نگار حضرت مولانا ظفر الدین بہاریؒ نے اپنی تصنیف میں اعلحضرت کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز اعلحضرت فاضل بریلوی اور تاج الفحول حضرت علامہ مولینا شاہ عبدالقادر بدایونیؒ کے درمیان صفات باری تعالیٰ کی عنینیت اور غیریت کے مسئلہ پر اختلاف ہو گیا کافی بحث و تحفیض کے بعد طے پایا کہ اسکا فیصلہ اس طرح ہو گا کہ حضرت سید شاہ اچھے میاںؒ کی تصنیف امین احمدی دیکھتے ہیں اسمیں جو لکھا ہو گا وہ سب کو ماننا پڑے گا۔ اعلحضرت نے بھی اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ جب وہ کتاب منگائی گئی اور اس کو دیکھا تو اس میں حضرت شاہ عبدالقادر بدایونیؒ کی بات کی تصدیق نکلی یہ دیکھ کر اعلحضرت نے کسی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہیں فرمایا بلکہ بغیر کسی تردد کے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ چونکہ میرے مرشدان عظام نے یہ فرمادیا ہے لہذا میں بغیر کسی دلیل کے آپکی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ (حیات اعلحضرت ص ۴۵) اس واقعہ سے اعلحضرت کی توہین نہیں بلکہ آپکی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں حق واضح ہونے کے بعد اسکو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا بلکہ حق کو تسلیم کر لیا۔ اور اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اس اختلاف کرنے پر حضرت شاہ عبدالقادر بدایونیؒ اعلحضرت کے گستاخ یا دشمن نہیں بن گئے۔ یہی وجہ ہے جس طرح اعلحضرت تاج الفحول حضرت شاہ عبدالقادر بدایونیؒ کا پہلے ادب کرتے تھے اسی طرح آخر تک ادب کرتے رہے۔ اور اس ادب اور احترام کے رشتوں میں آپ نے سرمو فرق نہیں آنے دیا۔

ثابت ہوا کہ کسی علمی مسئلہ پر اعلحضرت سے اختلاف کرنے کی بے ادبی و

گستاخی یا انکی دشمنی یا انے بغض و عداوت پر اسکو محمول کرنا یا اختلاف کرنے والے کو سنیت اور اسلام سے ہی خارج کر دینا یا واجب اقتل قرار دیدینا یہ طرز فکر درست نہیں۔ بلکہ خود اعلیٰ حضرت کے طریقہ کے منافی ہے۔

مسئلہ مغفرت ذنب:-

مغفرت ذنب کے مسئلے پر فقیر کی اتنی بساط اور ہمت نہیں کہ اعلیٰ حضرت جیسے عظیم ذات کے کسی قول کے متعلق کوئی لب کشائی کر سکوں۔ کیونکہ وہ علم کا سمندر ہیں فقیر انکے سامنے سمندر کا ایک معمولی سا قطرہ ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے اس سلسلے میں جو ترجمہ فرمایا ہے۔ وہ علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس نظریہ کے مطابق ہے جس کا آج۔ سے کئی سو سال پہلے امام رازی اور علامہ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علماء اور فقہاء بڑے وزنی دلائل کے ساتھ اسکا رد فرما چکے ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ قول صریح احادیث کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے یہ ناقل کی غلطی سے اعلیٰ حضرت کی طرف یہ قول منسوب ہو گیا ہو۔ جبکہ حقیقت میں انکا قول ہی نہ ہو۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ بے شمار علمی دینی تبلیغی اور روحانی کاموں میں انہماک کے باعث اعلیٰ حضرت کی توجہ ان احادیث مبارکہ کی طرف نہ گئی ہو جنکی مخالفت اس قول میں لازم آرہی ہے۔ ورنہ ان جیسے بچے عاشق رسول سے یہ ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ حدیث کے خلاف کسی قول کو اختیار فرماتے بلکہ جیسا کہ اوپر حضرت مولانا ظفر الدین رضویؒ کے حوالے سے ایک واقعہ درج ہوا اس کے مطابق اگر اعلیٰ حضرت کی ظاہری حیات میں یہ بات انکے سامنے آجاتی تو یقیناً وہ اسی طرح اس قول سے فوراً رجوع فرمالیتے جس طرح انہوں نے عنینیت و غیریت کے مسئلے پر اپنے قول سے رجوع فرما کے حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کی بات کو تسلیم فرمالیا تھا۔ لہذا اس مسئلے پر اعلیٰ حضرت کی طرف سے ہرگز کوئی بدگمانی ذہن میں نہ لائی جائے۔ ہاں البتہ اب جبکہ یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ یہ معنی صریح احادیث کے خلاف ہیں۔ اب کسی عاشق رسول کو یہ زیب نہیں دے تاکہ وہ حضور کی حدیث کے مقابلے میں کسی کے قول کو ترجیح دے اور اسکو صحیح بتائے۔ کیونکہ اس طرح وہ جانتے بوجھتے دیدہ دانستہ قصداً اور عمداً حضور کی حدیث کو ٹھکرا رہا ہے

جو کم از کم کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔

محبت واحترام اعلیٰ حضرت :-

جہاں تک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے ہماری قلبی تعلق دلی محبت اور انکی علمی عظمت کی بات ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نزدیک اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کی ذات اس دور کی ایک محیر العقول علمی اور روحانی شخصیت تھی۔ انکو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کے جس بحر بیکراں سے نوازا تھا اسکی نظیر اس صدی میں ملنا مشکل ہے۔ آپ نے اس صدی میں جس طرح عشق مصطفیٰ کی روشنی پھیلانی اور گستاخان رسالت کا مقابلہ کر کے عظمت مصطفیٰ کے ہر طرف جو پرچم بلند کیے، علم مصطفیٰ کی خوشبوؤں سے جس طرح عالم کو مہکایا وہ آپ کے ایسے کارہائے نمایاں تھے جنہوں نے ہر عاشق رسول کو آپکا گرویدہ بنادیا تھا۔ اور اسی کے باعث فقیر اور فقیر کے آباؤ اجداد کے قلوب بھی اعلیٰ حضرت کی محبت سے لبریز ہیں۔ حالانکہ فقیر کا اور فقیر کے آباؤ اجداد کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے نہ استاد شاگردی کا تعلق ہے نہ پیری مریدی کا رشتہ ہے نہ انکے نام پر اپنے مدرسوں رسالوں اور خانقاہوں کے نام رکھ کر کھانے کمانے کا ہمارا کوئی دھندہ ہے بلکہ ہمارے دارالعلوم کا نام تو جامعہ مجددیہ ہے ہم تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے منگتے ہیں اور انہیں کے نام کا کھاتے ہیں لیکن اسکے باوجود اعلیٰ حضرت سے صرف عشق رسول کی بنیاد پر بے پناہ محبت بھی رکھتے ہیں اور عشق کی حد تک ان سے پیار بھی کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت بھی فقیر کے آباؤ اجداد سے بڑی محبت فرماتے تھے اور انکا بڑا احترام فرمایا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ان القاب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو میرے جد امجد (دادا) مشہور زمانہ کتاب رکن دین کے مصنف وقت کے عارف کامل حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے اپنے مکاتیب میں ایک دوسرے کیلئے تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ نے اعلیٰ حضرت کے نام اپنے دو مکاتیب میں آپکو ان القاب سے یاد فرمایا تاج العلماء، مایاء ناز ماسنیاں، مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خاں صاحب مد اللہ ظلاً لکم۔

(فتویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۱۶/۱۱۷)

جامع بدعت و ضلالت جامع معقول و منقول جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیہم
وبرکاتہم۔

(فتویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۶)

اسکے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین
الوریؒ کو ان معزز القاب سے مخاطب فرمایا۔

مولانا المکرم ذی المجد المکرم اکرم الکریم الکریم تعالیٰ و تکریم

(فتویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۱۱۸)

بملاحظہ مولانا المجبل المکرم المکین جعل اللہ تعالیٰ ممن شید بہم رکن الدین

(فتویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۷)

اسی طرح جب ایک زمانہ میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور انکے رفقاء کے کار
پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں نازیبا اشعار کہنے اور اسکے شائع کرنے پر
انکی توہین و گستاخی کرنے کا الزام لگایا گیا تو دہلی میں جامع مسجد فتح پوری کے شاہی امام و
خطیب اور ہندوستان کے اس وقت اہلسنت والجماعت کے مایہ ناز اور مقتدر عالم فقیہ اور عظیم
مفتی اور خانقاہ مسعودیہ کے سجادہ نشین اور میرے نانا حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہؒ
سے اعلیٰ حضرت اور انکے رفقاء کے خلاف فتویٰ منگائے گئے لیکن میرے نانا نے اعلیٰ حضرت اور
انکے رفقاء کے خلاف فتویٰ دینے کے بجائے اپنے کئی تفصیلی فتوؤں میں اعلیٰ حضرت کا بھرپور
دفاع فرمایا اور انکی طرف سے صفائی پیش کی۔ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس الزام
سے انکی اور انکے رفقاء کی مکمل برائت کا اظہار و اعلان فرمایا۔ فتویٰ مظہریہ کے صفحات ۳۸۶
تا ۴۰۵ آج بھی اس کے گواہ ہیں۔

جبکہ اس موجودہ دور میں انہیں مفتی اعظم حضرت شاہ مظہر اللہؒ کے نور نظر اور
لحنت جگر انکی روحانی نسبتوں کے امین اور سجادہ نشین اور میرے ماموں حضرت قبلہ پروفیسر
ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو ماہر رضویات کے نام سے اہل علم میں
معروف و مشہور ہیں۔ انہوں نے فاضل بریلوی کو بدنام کرنے والی گستاخانہ رسالت کی
تحریکوں اور انکی مذموم سازشوں کا پردہ چاک کر کے آپ کے حسین و دلربا کارناموں سے

سارے عالم کو روشناس کرایا اور آپکی عظمتوں کے پرچم دنیا کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں لہرا دیئے۔

اعلیٰ حضرت سے ایسی والہانہ محبت رکھنے والے اسی خاندان کا میں بھی ایک فرد ہوں میں نے جب سے آنکھ کھولی ہے اعلیٰ حضرت کے محبت اور عظمت بھرے تذکروں کی خوشبوؤں سے اپنے گھر کی در و دیوار کو معطر اور بسا ہوا پایا ہے۔ ایسی ماحول میں پروان چڑھنے والا اعلیٰ حضرت کی ادنیٰ سی اہانت یا بے ادبی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے آباؤ اجداد اور اکابرین کے ممدوح اور محبوب کی شان میں کوئی نازیبا بات کہنا تو کجا کسی دوسرے سے سنا بھی گوارا نہیں کر سکتا اور بالخصوص جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دامن سے وابستہ ہو اور حضرت مجدد پاک کے اس ارشاد پاک پر جس کا یقین کامل ہو کہ

اس گروہ (اولیاء) کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی مایوسی کا باعث ہے۔ و نیز شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الہی تو جسکو اپنے دربار میں دھتکارنا چاہتا ہے اسکو تو ہمارا مخالف بنادے تا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۰۶ بنام محمد صادق کشمیری)

ایسا شخص اعلیٰ حضرت جیسے ولی کامل کی طرف سے دل میں کسی بھی قسم کا بغض و عداوت لا کر ہمیشہ کی محرومی کا سودا کبھی نہیں کر سکتا۔ لہذا اس علمی اختلاف کو اعلیٰ حضرت کی بغض و عداوت رکھنے یا انکی اہانت پر اسکو محمول کرنا کسی طرح سے بھی درست نہیں۔ اور نہ اس سے اعلیٰ حضرت کے علمی مقام و مرتبہ میں کوئی کمی واقع ہوگی۔

خلاصہ کلام:-

بہر حال میں نے اشد ضرورت محسوس کی کہ اس مغفرت ذنب کی تحقیق کو مع اسکے مکمل دلائل کے پوری دیانت داری اور خلوص نیت کیساتھ تحریر کر دیا جائے۔ تاکہ علماء کے درمیان جو بدگمانیاں پھلائی جا رہی ہیں اسکا سد باب بھی ہو جائے اور اس مسئلہ کی آڑ میں انبیاء و اولیاء اور اعلیٰ حضرت اور انکے والد گرامی کو کافر بے ادب اور گستاخ بنا کر جس نئے خطرناک فرقے کی بنیاد ڈالی جا رہی ہے اسکے مکرو فریب سے عوام و خواص کو بھی آگاہ اور

ہوشیار کر کے انکے متاع ایمان کو بھی لٹنے سے بچالیا جائے۔
 اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور جو لوگ اس نئے فرقے کے دام
 و فریب میں پھنس رہے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔
 آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عاصی و خطاء کار مغفرت رب کا امیدوار

ابوالخیر محمد زبیر

آزاد میدان بمیر آباد حیدر آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام معصوم ہیں۔ بالخصوص حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان نبوت سے قبل نہ بعد نہ صغیرہ نہ کبیرہ نہ قصداً نہ سہواً الغرض آپ سے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، آپ ہر قسم کے گناہ، معصیت اور خطا سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ اور یہ ایسا عقیدہ ہے جس پر سلف و خلف کا اجماع ہے۔ اور صحابہ کرام سے لیکر آج تک مجھ گنہگار سمیت ہر مسلمان کا یہی عقیدہ، ایمان اور یقین ہے اور اس میں کسی مسلمان کو کبھی بھی کسی دور میں بھی ذرہ برابر کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔

اعتراض۔۔۔۔۔ اب اس اجماعی اور متفقہ عقیدہ پر اعتراض ہو گیا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لئے ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔ (سورۃ محمد آیت ۱۹)
ترجمہ:- اور آپ اپنے ذنب کے لئے اور مؤمنین و مؤمنات کے لئے استغفار کیجئے۔

(۲) لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ (سورۃ فتح آیت ۲۰)
ترجمہ:- تاکہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے آپ کے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب۔

(۳) عفا اللہ عنک لم اذنک لہم۔ (سورۃ توبہ آیت ۲۲)
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا آپ نے ان لوگوں کو کیوں اذن دے دیا۔
اسی طرح حدیث مبارک میں آتا ہے۔

واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ (بخاری ج ۱ ص ۱۹۳)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استغفار اور توبہ تو گناہوں پر کی جاتی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم ہیں تو پھر ان

آیات میں حضور کو استغفار اور توبہ کا کیوں حکم دیا جا رہا ہے؟ آپ کے استغفار کرنے کا کیا مطلب؟ جب آپ کے کوئی گناہ نہیں تو آپ استغفار کیوں کرتے ہیں؟ معافی اور مغفرت تو گناہوں پر ہوتی ہے جب آپ کے سرے سے کوئی گناہ ہی نہیں تو قرآن میں آپ کی مغفرت اور معافی کا جو اعلان کیا جا رہا ہے اس کا کیا مطلب؟ جب آپ معصوم ہیں تو پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ”ہم نے آپ کے ذنب کو معاف کر دیا اس کے کیا معنی؟“ جب آپ کا کوئی گناہ نہیں تو پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ”ذنبک“ فرما کے ذنب یعنی گناہ کی نسبت آپ کی طرف کیوں دی؟

جوابات ان اعتراضات کے علمائے کرام اور مفسرین عظام نے اپنی اپنی کتابوں اور تفسیروں میں متعدد جوابات دیئے جنہیں سے کچھ جوابات درست اور صحیح ہیں جبکہ کچھ جوابات غیر صحیح اور ضعیف ہیں۔ علماء اور محدثین و مفسرین کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں مختلف اقوال نقل کر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مصنف نے جتنے اقوال نقل کیے ہیں اس کی نظر میں وہ سب کے سب درست اور صحیح ہیں بلکہ بعض ان کی نظر میں درست اور صحیح اور رائج ہوتے ہیں اور بعض غیر صحیح اور مرجوح ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ان اعتراضات کے مفسرین کرام نے متعدد جوابات نقل فرمائے ہیں جنہیں سے بعض درست اور صحیح ہیں اور بعض غیر صحیح اور ضعیف ہیں۔

ان جوابات میں علمائے کرام اور مفسرین عظام کے نزدیک جو پسندیدہ اور رائج اور درست اور صحیح جوابات ہیں وہ انہیں سے چند نقل کیے جاتے ہیں۔

اول:-

علامہ ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ الذنب بالنسبة الیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام ما هو الا دنی بمنصبہ الجلیل و رب شئی حسنة من شخص سيئة من آخر كما قيل حسنات الابرار سيئات المقربین۔ (علامہ سید محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۵۰، تفسیر ابو سعود ج ۳ ص ۴۳) آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں ذنب کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

و سلم کی طرف دی گئی ہے اس "ذنب" یعنی (گناہ) سے ترک اولیٰ مراد ہے یعنی گویا وہ ترک اولیٰ امور اگرچہ حقیقت میں ذنب اور گناہ نہیں لیکن آپ کے عالیشان مرتبہ کے لحاظ سے وہ بمثل ذنب اور گناہ کے ہیں۔ لہذا حسنات الابرار سیئات المقربین کے بمصداق اس صورت گناہ کو بھی اللہ نے معاف فرمادیا۔ اسی توجیہ کو تفسیر روح البیان نے بھی سب سے پہلے ذکر کر کے اپنے نزدیک اس قول کے مختار ہونے کی طرف اشارہ فرمادیا۔ (روح البیان، اسماعیل حقی ج ۹ ص ۹-۸)

ثانی:-

ایک اور حسین جواب ذکر کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ ان لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی کل لحظة عروجا الی مقام اعلیٰ ما کان فیہ فیکون ماعرج منه فی نظره الشریف ذنبا بالنسبة الی ماعرج الیہ فیستغفر منه (علامہ سید معسرود آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج ۹ ص ۵۰-۵۱)

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ اور ہر آن اعلیٰ سے اعلیٰ مقام قرب کی طرف عروج حاصل ہو رہا ہے۔ تو جس مقام قرب سے آپ عروج حاصل کرتے تھے وہ مقام قرب بھی اس اعلیٰ مرتبہ قرب کی نسبت آپ کو گناہ اور ذنب لگتا تھا لہذا یہاں کسی حقیقی گناہ یا ترک اولیٰ کی مغفرت کا ذکر نہیں۔ بلکہ آپ کی نگاہ مبارک میں جو مقام بعد گناہ لگتا تھا اسکی مغفرت اور اسی کی استغفار کا ذکر ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس معنی اور جواب کی تائید میں ایک لطیف اشارہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، المراد ما هو ذنب فی نظره المعانی صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الا ولیٰ عنده تعالیٰ کما یرمز الی ذالک الاضافة (روح المعانی ج ۹ ص ۵۲)

آپ فرماتے ہیں کہ "ذنبک" میں ذنب کی جو اضافہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دی گئی ہے اس میں بھی اشارہ اسی مذکورہ بالا معنی کی طرف موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ یہ گناہ ہے اور نہ ترک اولیٰ ہے بلکہ اے محبوب آپ اے گناہ سمجھ رہے ہیں لہذا آپ کے خیال مبارک میں جو گناہ ہیں وہ بھی ہم نے معاف کیا۔

اسی معنی کو حنفیوں کے عظیم محدث علامہ ملا علی قاری نے بھی اختیار فرمایا ہے (شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض، ملا علی قاری ج ۱ ص ۲۷۳)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی حدیث مبارک ”وانہ لیغان علی قلبی“ کی تشریح کرتے ہوئے اسی نفیس معنی کو اختیار فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ

آنحضرت در ہر لمحہ بمقام قرب ترقی در ترقی بود و مشاہدات اورادر رنگ تجلیات حق نہایت نہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر آن پردہ از نور جلال و شہود میگشت و بتجلی نوری بالاتر آزاں بر طرف میشد پس بتوقف در مقام اول بعد از انکشاف مقام ثانی استغفار میکرد کہ چرا در انجامانہ بودم و ایں را از تقصیرات خود می پنداشت (مدارج النبوة ج ۱ ص ۴۳۰)

ثالث:-

(الف) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنا پسندیدہ اور مختار قول اور جواب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ المغفرة هنا كناية عن العصمة فمعنى ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر ليغفر لك الله فيما تقدم من عسرک و فيما تأخر منه (جواهر البحار فی فضائل النبی المختار، علامہ یوسف بن اسماعیل نجاشی ج ۲ ص ۱۳۹۳)
یعنی یہاں اس آیت میں حضور کی مغفرت کنایہ ہے عصمت سے لہذا اس آیت میں حضور کی عصمت یعنی آپ کے معصوم ہونے کا اعلان ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے بالکل محفوظ اور معصوم کر دیا ہے۔

(ب) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی جواب اپنے انداز سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”والغفران هو الستر علی القبیح ومن عصم فقد ستر علیہ قبائح الهوی“ (تفسیر کبیر، امام رازی ج ۱ ص ۵۸۱) امام رازی اس توجیہ کو وثالثاً وجہ حسن کہلے ترجیح دیتے ہوئے اور اسکو اپنا مختار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مغفرت سے مراد اور اسکے معنی ”ستر“ کے ہیں لہذا اس آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہونے والے گناہوں اور آپ کے

درمیان ستر اور پردہ ڈال دیا لہذا، گناہ آپ تک پہنچ ہی نہیں سکے یعنی آپ گناہوں سے بالکل محفوظ اور معصوم رہے۔

(ج) اسی جواب کو حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اختیار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ المغفرة ههنا تبرئة عن العيوب۔ (جواہر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی ج ۳ ص ۱۳۹۳) یعنی یہاں حضور کی مغفرت سے حضور کا تمام عیوب و نقائص سے محفوظ اور پاک ہونا مراد ہے۔ علامہ جمل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی توجیہ ذکر فرمائی ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے۔ علامہ قسطلانی بھی اسکو نفیس ترین اور لطیف ترین جواب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فقد كتب له براءة من الذنوب ان يفعلها و اذا منعه من فعلها فقد سترها عنه و هذا من الطنف الاجوبة (زر قانی علی المواہب الدنیۃ، علامہ قسطلانی ج ۵ ص ۲۷۹) یعنی ان گناہوں کے کرنے سے آپ کو روک دیا گیا یعنی آپ گناہوں سے بری اور معصوم ہیں اور یہ جواب سب سے نفیس ترین اور لطیف ترین جواب ہے۔ اور اس صورت میں آیۃ مبارکہ کا اردو میں ترجمہ یوں ہوگا۔

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

اس جواب کے متعلق اپنی حتمی رائے ظاہر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وهذا القول في غاية الحسن۔ کہ یہ انتہائی حسین قول ہے۔
رابع:-

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کا اپنے عارفانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وهو تشریف النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر ان یکون ہناک ذنب۔ (جواہر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی ج ۳ ص ۱۳۹۳)

آپ فرماتے ہیں کہ حضور کی مغفرت ذنوب کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ حقیقت میں حضور کے کوئی گناہ تھے اور وہ معاف کر دئے گئے بلکہ یہ ایک تعظیم و تکریم کا جملہ ہے جو عزت افزائی اور حضور کی فضیلت و شان اور مرتبہ و مقام کو بیان کرنے کے کیلئے لایا گیا ہے، جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب سے خوش ہو کر کہدے کہ جا میں نے تجھے سات

خون معاف کیے۔ تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سات خون کئے ہیں وہ بادشاہ نے معاف کئے ہیں بلکہ اس جملہ سے اس کے مقام قرب کو بتانا مقصود ہے اسی طرح یہاں بھی حضور کے لئے مغفرت ذنوب کا اعلان فرما کہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کے محبوبیت کے مقام کو بتانا مقصود ہے۔

اس جواب کے متعلق علامہ سبکی فرماتے ہیں قد تأملت هذا الكلام فوجدته لا يحتمل الا وجه واحد۔ کہ میں نے اس مسئلہ میں بہت غور و فکر کیا اور تمام جوابات کو دیکھا لیکن یہاں اس جواب کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں بنتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی جواب کو اختیار فرماتے ہیں۔ (نسیم الریاض، خفاجی ج ۱ ص ۲۷۳)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی جواب کو اختیار فرماتے ہیں۔ (مدارج النبوة، شیخ عبدالحق ج ۱ ص ۱۲۳)

بلکہ تمام اقوال اور جوابات میں آپ نے اسکو ترجیح دی ہے۔ اور سب سے بہترین قول اسکو قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ بہترین اقوال آنست کہ ایں کلمہ تشریف است مر آنحضرت را از جانب مولیٰ تعالیٰ بے آن کہ ذنب وجود داشته باشد چنانچہ صاحب مر بندہ خود را بگوید کہ گناہان ترا بخشیدیم تو فارغ البال باش و ہیج اندیشہ مکن اگرچہ آن بندہ گناہ نہ داشته باشد (اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق ج ۱ ص ۱۲۷/۱۲۸)

قول خراسانی و مکی:-

کتب تفاسیر و سیرت وغیرہ میں علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کا ایک قول اور جواب بھی نقل کیا گیا ہے۔ کہ اس آیت میں ذنبک سے آپ کی امت کے گناہ مراد ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ترجمہ میں یہی جواب اختیار فرماتے ہوئے اس آیہ مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر

ترجمہ:- تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے:-

قول ضعیف اور غیر مقبول :-

لیکن آج سے سینکڑوں سال پہلے علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس جواب اور قول کو جو اعلیٰ حضرت نے بھی اختیار فرمایا ہے امام رازی اور علامہ سیوطی جیسے معتبر اور مستند مفسرین کرام اور علمائے عظام نے نہ صرف یہ کہ اسکو غیر مقبول اور ضعیف قرار دیا بلکہ بڑے وزنی دلائل سے اسکا رد اور ابطال بھی فرمایا۔

علامہ عطاء خراسانی کے اس قول کا رد اور ابطال کرنے والی اور اس جواب کو غیر مقبول اور غیر صحیح قرار دینے والی یہ وہ شخصیات ہیں جو آج بھی علمی حلقوں میں متفقہ طور پر مسلمہ ہیں۔ انہیں سے ایک علامہ سیوطی اس قول کے متعلق فرماتے ہیں (فہذہ اثنا عشر قولاً کلھا غیر مقبولہ۔ الی۔ و ہذہ ضعیف) (یہ بارہ اقوال سب کے سب غیر مقبول ہیں جبکہ قول (خراسانی) ضعیف ہے۔ (الجواهر الجارۃ، بحوالہ القول المحرر لعلامہ جلال الدین سیوطی، ج ۴ ص ۲۱۱-۲۱۳ مطبوعہ مصر)

اور دوسری عظیم شخصیت امام فخر الدین رازی اس قول کا ان الفاظ میں رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وهو بعید (تفسیر کنز، ص ۵۲۱)

اس قول کے بعید، غیر صحیح، غیر مقبول، ضعیف ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

اول :-

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کی اس توجیہ اور اس قول کے صحیح نہ ہونے کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ توجیہ اور قول ایک نہیں بلکہ متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(الف) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر مرجعه من الحدیبیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد انزلت علی اللیلۃ آیۃ احب الی مما علی الارض ثم قرأھا علیہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ہنیئاً مرئیا یا نبی اللہ بین اللہ عزوجل ما یفعل

مَنْ فَمَاذَا يَفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا فُوزًا عَظِيمًا.

(ترجمہ) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی لیغفر لک اللہ ماتقدم من
ذنبک و ماتاخر تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے
جو مجھے روئے زمین کی ہر شئی سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر حضور نے صحابہ کے سامنے یہ
آیت مبارکہ پڑھی۔ اس پر صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی مبارک ہو آپکو
اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان فرمادیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا اس پر یہ
آیت شریفہ نازل ہوئی لیدخل المؤمنین و المؤمنات جنت تجری من تحتها الانهار۔
فوزا عظیماتا تک۔ یہ وہ حدیث ہے جسکو تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۲۹۶) تفسیر روح المعانی (ج ۹ ص ۸۶)
تفسیر مظہری (ج ۹ ص ۴) تفسیر صاوی (ج ۴ ص ۹۵) تفسیر کبیر (ج ۴ ص ۵۳) مسند احمد بن حنبل (ج ۳ ص ۲۱۰)
صحیح بخاری (ج ۲ ص ۱۶/۶۰۰) صحیح مسلم (ج ۲ ص ۱۰۶) جامع ترمذی (۹۶۹) سنن نسائی، مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ، درمنثور (جلال
الدین سیوطی) (ج ۶ ص ۱) جیسی تقریباً تمام معتبر اور مشہور تفاسیر و احادیث کی کتابوں نے
اسکو ذکر کیا ہے۔ اور اسکی متعدد اسانید اور طرق نقل کر کے اسکو صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث مبارک میں واضح طور پر صحابہ کا اس آیت مبارکہ ”لغفر لک اللہ
ماتقدم من ذنبک“ کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا یہ
نص صریح ہے اس بات پر کہ ذنبک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنب (ترک
اولیٰ) کی مغفرت ہی مراد ہے یہاں امت کے ذنب کی مغفرت ہرگز مراد نہیں ورنہ صحابہ
کے اس قول پر حضور فوراً فرمادیتے کہ تم نے غلط سمجھا یہ آیت مبارکہ میرے متعلق نہیں
ہے۔ بلکہ تمہارے متعلق ہے۔ لیکن حضور کا تردید نہ فرمانا بلکہ اپنے صحابہ کے استفسار پر
اسکے فوراً بعد والی آیت ”لیدخل المؤمنین و المؤمنات“ کا نازل ہونا اس بات پر نص
صریح ہے کہ لیغفر لک اللہ والی آیت میں ذنبک سے امت کے ذنب ہرگز مراد نہیں اور نہ

ہی اسمیں امت کی مغفرت مراد ہے۔ بلکہ اسمیں حضور کی مغفرت ذنب کا ذکر ہے جبکہ امت کے گناہوں کی مغفرت کا اگلی آیت میں ذکر آ رہا ہے لہذا اس آیت میں امت کی مغفرت مراد لینا یہ حدیث کے صریح خلاف ہے۔

ہاں البتہ اب اس صورت میں ذنب یعنی گناہ کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد نہیں ہونگے بلکہ وہی معنی مراد لئے جائینگے جیسا گذشتہ اوراق میں ابھی ذکر ہوا تاکہ عصمت انبیاء کے مسلمہ عقیدہ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

(ب) عن المغیرہ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتکلف هذا وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا کون عبد اشکوراً۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ / صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷ / جامع ترمذی ص ۸۶ / سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰ / سنن ابن ماجہ ص ۱۰۲)

ترجمہ:- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی لمبی) نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سو ج گئے آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت (کیوں) اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولی کام) کی مغفرت کر دی گئی ہے آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

صحاح ستہ کے معتبر کتابوں میں مذکورہ اس صحیح اور معتبر حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ عبادت کرنے پر صحابہ کا آپ سے یہ عرض کرنا کہ آپ اتنی کیوں عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ یہ اس بات پر نص صریح ہے کہ صحابہ کرام کی نظر میں بھی آیہ مبارکہ ماتقدم من ذنبک میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے امت کی مغفرت مراد نہیں۔ ورنہ اگر اس آیہ مبارکہ میں امت کے گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اسکا جواب یہ ارشاد فرما کے نہ دیتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ بلکہ صحابہ کو یہ جواب ارشاد فرماتے کہ تم نے غلط سمجھا ہے یہ آیت تو تمہارے لیے یعنی میری امت کے لیے نازل ہوئی ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے قول کی تردید نہ کرنا بلکہ ”افلا اکون عبداً شکوراً“ فرما

کے انکے قول کی ایک طرح سے تصدیق و تائید کرنا اس بات پر واضح دلالت کرتا ہے کہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک" والی آیت میں مغفرت سے امت کے گناہوں کی مغفرت مراد نہیں بلکہ خود حضور سرور دو جہاں کی مغفرت (آپ کے شان کے لائق جیسا کہ ہے تو جیہیں بیان کی گئی) مراد ہے۔ لہذا اس آیت میں امت کے مغفرت مراد لینا یہ اس حدیث مبارک اور صحابہ کے قول اور انکے عقیدہ اور نظریہ کے بھی خلاف ہے۔

(ج) عن عمر بن ابی سلمۃ انه سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایقبل الصائم فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سل هذه لام سلمۃ فاخبرته ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع ذاک فقال یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ماتقدم من ذنبک و ماتاخر فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ انی لاخفاکم و اخشاکم له (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲)

ترجمہ :- حضرت عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ مسئلہ ام سلمہ سے پوچھو حضرت ام سلمہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طرح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولیٰ کام) کی مغفرت فرمادی ہے۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ سنو! خدا کی قسم یہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

اس حدیث کا بھی واضح طور پر مطلب یہی ہے کہ وہ صحابہ روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کو گناہ سمجھ رہے تھے جب حضرت ام سلمہ نے انکو بتایا کہ حضور روزہ میں اس طرح کرتے ہیں تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے تو اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ یعنی آپ اگر ایسا کر لیں تو کوئی حرج نہیں لیکن ہمیں تو اس کام سے بچنا چاہیے اب اسکے جواب میں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میری مغفرت کا کہاں اعلان ہوا ہے وہ تو امت کی مغفرت کا اعلان ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں یعنی اگر یہ کام گناہ کا ہوتا تو میں کبھی نہ کرتا۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام

کے نزدیک بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت (آپ کے شایان شان) ہی مراد ہے۔ امت کی مغفرت مراد نہیں اگر کوئی اس آیت سے امت کی مغفرت مراد لیتا ہے تو وہ صحابہ کے عقیدہ نظریہ اور اس حدیث کے معنی و مفہوم کی صریح مخالفت کرتا ہے۔

ثانی:-

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے اس قول کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس "مغفرت ذنب" کو اپنی ایک خصوصیت قرار دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور بے شمار علماء اور مفسرین اور محدثین نے بھی اسکو حضور کی خصوصیات اور آپ کی اہم اور خاص فضیلتوں میں اسکا شمار کیا ہے۔ جبکہ علامہ خراسانی اور مکی کا قول اگر لیا جائے تو اس صورت میں اسکا تعلق حضور سے نہیں بلکہ آپ کی امت سے ہوگا۔ اور اس وقت وہ آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہوگی۔ تو گویا اس قول خراسانی کے اختیار کرنے میں نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت کا کم کرنا اور آپ کی ایک فضیلت کا انکار لازم آئیگا۔ بلکہ وہ تمام احادیث اور اقوال آئمہ بھی (معاذ اللہ) لغو اور بے کار اور غلط ہو جائیں گے جس میں اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کی فضیلتوں میں سے ایک اہم فضیلت اور وصیت شمار کیا ہے۔

(الف) عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست لم یعطھن احد قبلی غفر لی ماتقدم من ذنبی و ماتاخر و احلت لی الغنائم ولم تحل لاحد کان قبلی۔ و جعلت امتی خیر الامم و جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً و اعطیت الکوثر و نصرت بالرعب و الذی نفسی بیدہ ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحته آدم فمن دونہ۔ رواہ البزاز و اسنادہ جید۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۹)

ترجمہ:- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں میرے تمام اگلے پچھلے ذنوب (خلاف اولی کام) کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ میرے لئے

مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ میری امت کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور مطہر بنادیا گیا ہے۔ مجھے کوثر عطاء کی گئی ہے۔ اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور قسم اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارا پیغمبر قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کا حامل ہوگا اور آدم اور اسکے سوا تمام انبیاء اس جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ اس روایت کو بزاز نے نقل کیا ہے اور اسکی سند عمدہ ہے۔

(ب) عن عكرمة قال سمعت ابن عباس يقول ان الله عز وجل فضل محمد صلى الله عليه وسلم على اهل السماء و على الانبياء قالوا يا ابن عباس ما فضله على اهل السماء قال لان الله عز وجل قال لاهل السماء من يقل منهم الى اله من دونه فذا لك نجزيه جهنم كذا لك نجزي الظلمين۔ وقال الله تعالى لمحمد صلى الله عليه وسلم انا فتحنا لك فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر قالوا يا ابن عباس ما فضله على الانبياء قال لان الله يقول وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ وقال الله لمحمد صلى الله عليه وسلم وما ارسلناك الا كافة للناس فارسله الله عز وجل الى الانس والجن۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۵ / دلائل النبوة للبيهقي ج ۵ ص ۳۸۳-۳۸۴) (رواہ الطبرانی در جالہ رجال الصحیح غیر الختم بن امان و هو ثقہ۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳-۲۵۵)

ترجمہ :- حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمان والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس! آسمان والوں پر آپکی فضیلت کی کیا دلیل ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ اور فرشتوں میں سے جس نے یہ کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے۔ اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ آپکے اگلے اور پچھلے ذنب (خلاف اولی کام) کی مغفرت فرمادے۔ لوگوں نے کہا اے ابن عباس! حضور کی

انبیاء پر فضیلت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے ہر رسول کو اسکی قوم کی زبان میں مبعوث کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے سو آپ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں سواء حکم بن ابان کے اور وہ بھی ثقہ ہے۔

اج اسی طرح شیخ غزالہ بن عبد السلام اپنی کتاب ”نہایۃ السؤل فیما ینح من تفضیل الرسول“ میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے خصائص، فضائل اور کمالات کا ذکر فرما رہے ہیں وہاں حضور کے لئے اعلان مغفرت کو آپکی ایک اہم خصوصیت اور فضیلت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں فضل اللہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی سائر الانبیاء بوجوہ۔ ومنہا ان اللہ تعالیٰ اخبر انہ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ و ماتاخر ولم ینقل انہ تعالیٰ اخبر احدا من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بمثل ذالک بل الظاہر انہ سبحانہ و تعالیٰ لم ینخبر ہم۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، بحوالہ القول المحرر لعلامہ جلال الدین سیوطی، ج ۲ ص ۱۳۹۳)

آپ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی اور رسول کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت اور یہ مقام عطاء نہیں فرمایا کہ انکو انکی مغفرت کی خوشخبری سنادی گئی ہو۔ یہ صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ انکے اگلے اور پچھلے ذنوب کی مغفرت کی خبر آپکو پہلے سے سنادی گئی۔

(د) اسی طرح علامہ حافظ امام اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کے اس اعلان کو آپکے خصائص و کمالات میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ هذا من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التی لا یشار کہ فیہا غیرہ ولیس فی حدیث صحیح فی ثواب الاعمال لغیرہ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ و ماتاخر و هذا فیہ تشریف عظیم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۷)

آپ فرماتے ہیں کہ آپکی مغفرت کی خبر یہ آپکی ایسی خصوصیت ہے کہ لا سمبیں آپکا

کوئی شریک اور ثانی نہیں۔ اسمیں آپکی عظیم بزرگی اور منزلت کا اظہار ہے۔

(۱) اسی طرح مواہب اللدنیۃ اور زر قانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور آپکی امت کے خصائص کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کے ذکر میں آپکی اس خصوصیت اور آپکے اس عظیم کمال کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ (و منها انه غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر) بالخصوصۃ اخبلاہ بذالک تعظیما له بادخال السرور علیہ۔

(۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کے ذکر کا جب آغاز کرتے ہیں تو اولاً خصائص کے معنی اور مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”وصل ای فضائل و معجزات بود کہ مشترک است میان انبیاء و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اما فضائل و معجزات دیگر کہ مخصوص است بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آنرا خصائص وے صلی اللہ علیہ وسلم خوانند بسیار است و خارج از حد و عدد حصرو لیکن آنچہ ظاہر بود و در قید و ضبط علماء محصور است مذکومی شود“

آپ فرماتے ہیں کہ اب تک تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص اور معجزات کا ذکر کیا جو آپ میں اور دیگر انبیاء میں مشترک تھے لیکن اب حضور کے ان فضائل و معجزات کا ذکر شروع کر رہا ہوں جو صرف حضور کے ساتھ خاص ہیں۔ اور ایسے فضائل کو آپکے خصائص کہا جاتا ہے۔ انہیں سے حضور کے بہت سے خصائص کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

”وا از آنجملہ آنست کہ آمرزیدہ شد آن حضرت علیہ السلام را ما تقدم من ذنبه وما تاخر“ یعنی اگرچہ ہمہ انبیاء مغفور اند و تعذیب انبیاء جائز نیست و لیکن بتقریح خبر داده نشد ہیچ یکے را بایں فضیلت و اخبار کردہ نشد ہذاں و تصریح ان مخصوص بحضرت محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ از غم و اندیشہ خود فارغ شدہ بخاطر جمع بحال امت فی پردازد و بہ شفاعت در مغفرت ذنوب و رفع درجات ایشان میکوشد صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوة، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ج ۱ ص ۱۱۳-۱۱۵)

آپ فرماتے ہیں کہ ان خصائص میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب بخشدیے گئے ہیں۔ اسکے بعد علامہ غر الدین کا قول (جو گزشتہ اوراق میں منقول ہے) نقل کرنے کے بعد اسکی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگرچہ تمام انبیاء مغفور ہیں لیکن صراحت کیساتھ کسی کو اس فضیلت کی خبر نہیں دی گئی جبکہ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کو صراحت کیساتھ آپکی مغفرت کی خبر دے دی گئی تاکہ آپ اپنے غم اور اندیشہ سے فارغ ہو کر یکسوئی کیساتھ اپنی امت کی شفاعت میں مصروف ہو جائیں۔

خلاصہ کلام:-

اب جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ذنب کے امت کی مغفرت مراد لینا بس یہی قول صحیح ہے، حضور کی مغفرت مراد لینا یہ بالکل غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے اسکے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا بس صرف اتنا عرض کرونگا کہ صحابہ کرام علمائے متقدمین و متاخرین مفسرین و محدثین بالاتفاق جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، عزت، شوکت، فضیلت اور خصوصیت کا موجب بتا رہے ہوں اسکو گستاخی اور بے ادبی کہہ دیا جائے، اور جسکو وہ غیر مقبول، مردود، ضعیف، بعید، غیر حسن، حدیث کے خلاف اور حضور کی شان کم کرنے والا سمجھ رہے ہوں اسکو اعلیٰ اور ارفع کہا جائے تو اسکے لئے بس یہی کہا جاسکتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپکا حسن کر شمع ساز کرے

ثالث:-

علامہ عطاء خراسانی کے جواب اور قول کے غلط ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ قول حدیث شفاعت کے بھی منافی ہے کیونکہ کتب صحاح کی مشہور طویل اور صحیح حدیث شفاعت میں ہے۔

فیاتون عیسیٰ فیقول لست ہناکم ولكن ائتوا محمدا عبدا غفر الله له ماتقدم من

ذنبہ و مآخرا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح)

پھر سب (حشر کے میدان میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں لیکن تم جاؤ حضرت محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس وہ ایسے عبد کریم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔

مذکورہ حدیث شفاعت میں اسی آیہ مبارکہ ”لیغفر لک اللہ“ کی طرف اشارہ ہے اور ”غفر اللہ لہ“ سے واضح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان آپ کی مغفرت کا ذکر کیا جا رہا ہے جبکہ یہاں امت کی مغفرت مراد لینا کئی وجوہات کی بناء پر درست اور صحیح نہیں بنتا۔

(الف) اگر امت کی مغفرت ہو گئی تو پھر امت کا حشر کے میدان میں پریشان پھرنا، مختلف انبیاء کی خدمت میں شفاعت کا طلبگار ہونا، آخر میں حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا اور حضور کا ”انا لہا“ فرمانا یہ سب بے معنی ہو جائیگا۔ شفاعت کا مفہوم ہی ختم ہو جائیگا۔

(ب) اس حدیث میں سیاق و سباق بھی اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ کیونکہ اس سے قبل مخلوق کے شفاعت طلب کرنے پر ہر نبی اپنی سابقہ لغزشوں کا ذکر فرما کر معذرت کا اظہار کر رہے ہیں اسکے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور کے لئے غفر اللہ لہ فرمانا یہ حضور ہی کے ایک اعلیٰ مقام کا اور وصف خاص کا ذکر ہو گا نہ کہ امت کا۔

(ج) بعض احادیث شفاعت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں ”وہی فی ہذا المقام آمنّا“ کہ آج کے دن وہ ہی بے خوف اور مطمئن ہیں، یہ الفاظ بھی اسی معنی کی تائید کر رہے ہیں جو اس مقام پر اس حدیث سے صراحت ظاہر ہو رہے ہیں اور اس حدیث کے تمام شراح بھی بالاتفاق یہی بیان کر رہے ہیں کہ آپ کی مغفرت دراصل آپ کا ایک اعزاز اور آپ کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اور یہ اعلان پہلے سے اس لئے کر دیا گیا تاکہ آپ اپنی طرف سے مطمئن ہو کر اطمینان سے بے خوف ہو کر اپنی امت کی شفاعت فرمائیں جبکہ اگر امت کی مغفرت مراد لی جائے تو حضور کا مطمئن ہو کر امت کی شفاعت کرنے کا مفہوم ہی ختم ہو جائے گا

حالانکہ مقتدر علماء آپکی شفاعت کبریٰ کے مقام کو اسی مغفرت کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ شیخ عزالدین عبدالسلام فرماتے ہیں لان کل واحد منهم اذا طلبت منه الشفاعة في الموقف ذكر خطيئته التي اصاب وقال نفسي ولو علم كل واحد منهم بغفران خطيئته لم يكل منها في ذاك المقام واذا استشفعت الخلائق بالنبي صلى الله عليه وسلم في ذاك الموقف قال انالها۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ جب قیامت کے دن انبیاء سے شفاعت طلب کی جائیگی تو وہ اپنی اپنی لغزشوں کا ذکر کرتے ہوئے نفسی نفسی فرمائیں گے جبکہ اگر انکو انکی بخشش اور مغفرت کا سرزدہ پہلے سے سنا دیا جاتا تو وہ کبھی شفاعت سے انکار نہ کرتے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ مغفرت کا سرزدہ پہلے سے سنا دیا گیا ہے اسلئے آپ اپنی طرف سے بالکل مطمئن ہو کر انالہا کہتے ہوئے امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

بہر حال ثابت یہ ہو گیا کہ لیغفرلک اللہ میں حضور ہی کی مغفرت مراد ہے۔ اس آیت مبارکہ میں امت کی مغفرت مراد لینا۔ اس حدیث شفاعت کے بھی خلاف ہے۔
رابع:-

علامہ عطاء خراسانی کے قول اور توجیہ کے غیر صحیح اور ضعیف ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ بعض احادیث مبارکہ میں آیت مبارکہ ”وما ادری ما یفعل بی ولا بکم“ (الاحقاف ۹/۴۶) کی جو تفسیر بیان کی گئی یہ توجیہ اسکے بھی خلاف ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی عیاض اور ابن منذر کے حوالے سے احادیث مبارکہ نقل کی ہے کہ جب آیت مبارکہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم نازل ہوئی تو کفار بہت خوش ہوئے اسکے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی لیغفرلک اللہ ما تقدم الایۃ۔ اس پر صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ آپکو مبارک ہو یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ کیا کریگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی لیدخل المؤمنین والمؤمنات الایۃ۔ (۱) جواہر الجار۔ بحوالہ القول المحرر علی قولہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ج ۲ ص ۱۳۹۳ (۲) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاضی عیاض ج ۲ ص ۱۳۸

اس سے معلوم ہوا کہ یہ لیغفرلک اللہ والی آیت وما ادری ما یفعل بی ولا یکنم کے جواب میں نازل ہوئی ہے اور ظاہر ہے یہ جواب اسی وقت بنیگا جب لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک والی آیت میں مغفرت سے حضور کی مغفرت اور لیدخل المؤمنین والمؤمنات میں امت کی مغفرت مراد لی جائے ورنہ ”ما ادری ما یفعل بی“ کا جواب نہیں بن سکیگا صرف ”ولا یکنم“ کا جواب بنیگا جبکہ حدیث مبارک کی رو سے یہ ”لیفعل بی ولا یکنم“ دونوں کا جواب ہے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر:-

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے بھی اس آیت مبارکہ وما ادری ما یفعل بی ولا یکنم کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے اور لیغفرلک اللہ ماتقدم والی آیت کو وما ادری ما یفعل بی ولا یکنم کا جواب بلکہ اسکے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔ اور اپنے کلام میں واضح طور پر لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک والی آیت میں مغفرت ذنب کا تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ وما ادری ما یفعل بی ولا یکنم۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا؟

یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد کا حال یکساں ہے انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں اگر یہ قرآن انکا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو انکا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دے تا کہ انکے ساتھ کیا کریگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہار۔ اور یہ آیت نازل فرمائی بشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیراً۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اور مؤمنین کے ساتھ کیا (تفسیر خزان

اسکے لئے ناسخ بن رہی ہیں۔ اب اگر لیغفرلک اللہ والی آیت میں بھی امت کی مغفرت مراد لی جائے تو یہ آیت نہ تو وادری مایفعل لی کا جواب بنیگی اور نہ اسکے لئے ناسخ بن سکیگی۔ لہذا علامہ خراسانی کی توجیہ و قول کو لینا اس آیت کی تفسیر کے منافی اور مخالف ہونے کے باعث مردود اور غیر صحیح ہے۔

خامس:-

علامہ خراسانی اور علامہ مکی کے قول کے غیر صحیح اور غیر مقبول ہونے کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ جب مندرجہ بالا کئی احادیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ ”لیغفرلک اللہ“ سے اگلی آیت لیدخل المؤمنین والمؤمنات ”امت کی مغفرت اور انکے دخول جنت کے اعلان کے لئے نازل ہوئی ہے تو پھر لیغفرلک اللہ سے بھی امت ہی کی مغفرت مراد لینا یہ بے فائدہ تکرار ہوگی جو قرآن کی اس عظیم بلاغت کے منافی ہے جسکے مقابلہ کا چیلنج خود قرآن دے رہا ہے اور آج تک کوئی اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور فصاحت و بلاغت سے بھر پور ایک آیت بھی قرآن جیسی بنا کر آج تک کوئی پیش نہیں کر سکا۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی یہی وجہ بیان کرتے ہوئے اس علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی والے قول کو بعید از فہم قرار دے رہے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ احدھما ان یکون الخطاب معہ والمراد المؤمنون وهو بعید للافراد المؤمنین والمؤمنات بالذکر۔ (تفسیر کبیر۔ امام فخرالدین رازی ج ۱، ص ۵۲۱ سورۃ محمد)

سادس:-

اس قول کے غیر صحیح اور غیر مقبول ہونے کی چھٹی وجہ یہ ہے کہ لیغفرلک اللہ ماتقدم سے پہلے اور بعد والی آیات میں جن امور کا ذکر آیا ہے مقتدر علماء کرام اور مفسرین عظام نے اسکا تعلق حضور سے ظاہر کیا ہے۔ اور اسکی صراحت کی ہے کہ تمام امور بطور نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کئے گئے ہیں اور انکا تعلق حضور کی ذات سے ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ آیت میں آگے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اور نسبت سے آپکی نعمتوں اور خصوصیات کا ذکر چل رہا ہو درمیان میں امت کی ایک نعمت کا

ذکر آجانا یہ کلام کو بے ربط کر دے تا ہے ایسا غیر مربوط کلام کسی عام فصیح و بلیغ کے کلام میں بھی معیوب شمار ہوتا ہے چہ جائیکہ رب لم یزل کے معجز نما آخری کلام میں ایسا بے ربط کلام آجائے؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ چنانچہ علامہ سبکی فرماتے ہیں۔ ولکنہ ارید ان یستوعب فی الآیۃ جمیع انواع النعم من اللہ علی عبدہ الآخر ویہ و الدنویہ۔ (جواہر الجارح ص ۱۳۹۴) حضرت قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں قال ابن عطاء جمع للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی هذه السورة نعم مخلفة الخ الشفاء ج ۱ ص ۳۳) شیخ محدث دھلوی فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ اثبات کرد برائے او نخست فتح مبین و بعد ازاں ذکر کردہ۔ مغفرت ذنوب را و ذکر کردہ بعد از دے اتمام نعمت و اثبات ہدایت و صراط مستقیم و نصر عزیز را پس یقین شد کہ مقصود اثبات ذنوب نیست بلکہ نفی آنست۔ (مدارج النبوة۔ شیخ عبد الحق ج ۱ ص ۱۰۲)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے لئے فتح مبین کا ذکر فرمایا اسکے بعد مغفرت ذنوب کا ذکر فرمایا اسکے بعد اتمام نعمت کا ذکر فرمایا اسکے بعد ہدایت پر ثابت قدم رکھنے کا اور غالب مدد کا ذکر فرمایا اس سے یقین ہو گیا کہ اس آیت سے گناہوں کا ثابت کرنا نہیں بلکہ انکی نفی کرنا مقصود ہے۔ کہ آپ کے گناہ ہیں ہی نہیں اللہ نے آپ کو گناہوں سے پچالیا ہے اور معصوم بنایا ہے۔

سابع:-

علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کے قول کے ضعیف اور غیر مقبول ہونے کی ایک وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ واما ثانیاً فلانہ لاینب ذنب الغیرالی غیر من صدر منہ بکاف الخطاب۔ (جواہر الجارح ج ۴ ص ۱۳۹۴) یعنی آپ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ اگر اس سے مراد امت کے گناہ ہوتے تو ذنب کی نسبت امت کی طرف ہونی چاہیے تھی۔ حالانکہ آیۃ مبارکہ میں ذنب کی نسبت ”ک“ خطاب کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دی جا رہی ہے۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ یہاں امت کے ذنب مراد نہیں کیونکہ جس کے ذنب ہوں تو نسبت بھی اسی کی طرف کی جاتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ذنوب کسی کے ہوں اور منسوب کسی اور کی طرف کر دیئے جائیں۔

ثامن:-

علامہ عطاء خراسانی اور علامہ مکی کے قول کا ایک اور وجہ سے رد کرتے ہوئے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واما ثالثا فلان ذنوب الامة لم تغفر کلہا بل منهم من یغفر لہ و منهم من لا یغفر لہ اجواہر البحار ج ۲ ص ۱۲۹۲ آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی کرنے کے آپ کے سبب سے آپکے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت کردی گئی یہ معنی واقع کے مطابق بھی نہیں اور صحیح بھی نہیں بنتے اسلئے کہ حضور کے سبب سے سب اگلے اور پچھلے امتیوں کے تمام گناہوں کی کوئی مغفرت نہیں کی گئی بلکہ قرآن کی آیات اور احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ بہت سوں کے گناہ بکتے جائیں گے اور بہت سوں کے گناہ نہیں بھی بکتے جائیں گے لہذا اس آیت سے یہ معنی کرنے کیسے درست ہونگے کہ حضور کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت کردی گئی۔

علامہ سعیدی کی تحقیق:-

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اجماعی دلیل کی تفصیل ہمیں علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کے کلام میں نہایت شرح و بطن کیساتھ ملتی ہے آپ فرماتے ہیں ”دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اگلوں پچھلوں اور امت کی مغفرت کردی گئی ہے تو کیا اگلوں پچھلوں اور امت سے انکی بد اعمالیوں کا محاسبہ اور مواخذہ اور ان میں سے بعض کو عتاب اور عذاب نہیں ہوگا؟ قرآن کی بہت سی آیات اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ بعض گنہگار مسلمانوں کو انکی بد اعمالیوں پر عذاب ہوگا اگرچہ بالآخر انکو جہنم سے نکالکر جنت میں داخل کردیا جائیگا اور اگر یہ مطلب بیان کیا جائے کہ انجام کار انکی مغفرت ہو جائیگی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں گے تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی بدولت اور آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں اور امت کو حاصل ہو کیونکہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا اسکی بہر حال نجات ہو جائیگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپکی بدولت اگر اگلوں پچھلوں کی مغفرت سے مراد یہ ہے کہ ابتداءً انکی مغفرت ہو جائیگی تو یہ ثابت نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بالآخر انکی مغفرت ہو جائیگی تو اس میں کوئی خصوصیت اور فضیلت نہیں اور اگر یہ مطلب

ہے کہ آپکی امت کے بعض گناہگار افراد کی مغفرت آپکی شفاعت کی بدولت ہوگی تو یہ مطلب حق ہے لیکن اس صورت میں اس آیت میں تین مضافات کا محذوف ماننا لازم آئیگا۔ اور تقدیر عبارت یوں ہوگی لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنب بعض عصاة امتک وما تاخر۔ اور یہ دور از کار تاویل ہے اور جبکہ آیت کریمہ کا صحیح محمل موجود ہے تو اس پر از تکلف تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ (شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۳ ص ۱۰۰)

تاسع:-

سند کے لحاظ سے بھی علامہ خراسانی کا قول قابل اعتبار اور لائق حجت نہیں کیونکہ علامہ خراسانی صحابہ سے مرسل روایت کرتے ہیں اور امام بخاری نے انکا ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام حبان کہتے ہیں کہ انکا حافظہ ردی تھا یہ خطاء کرتے تھے اور انکو خطاء کا علم نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے انکی روایات سے استدلال کرنا باطل ہے اور انکی روایت پر عمل کرتے ہوئے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کا ترجمہ کرنا درست نہیں۔ (تہذیب التہذیب۔ علامہ ابن حجر عسقلانی، ج ۲، ص ۲۱۲/۲۱۰)

اعترض:-

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آیہ مبارکہ ”لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک الآیہ“ میں ذنب کی نسبت جو حضور کی طرف دی گئی ہے۔ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح و تفسیر کرتے وقت خواہ ذنب کی کوئی بھی تاویل کریں لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی و گستاخی جہالت، اور گمراہی ہے بلکہ بعض نے تو یہاں تک فتویٰ صادر کر دیا کہ ایسا کرنے والا نبی کا گستاخ بے ادب اور کافر ہے تو ہین رسالت کی جو سزا ہے وہ اسپر نافذ کی جائیگی۔ جہنم اسکا مقدر ہے۔ آخرت اسکی برباد ہو گئی ہے۔ عبد اللہ بن ابی کیساتھ اسکا حشر ہوگا خواہ وہ ذنب کے معنی کی کوئی تاویل کرے کہ میری مراد یہ نہیں تھی وہ نہیں تھی۔ بس ترجمہ اور تفسیر کرتے وقت لفظ ”ذنب“ کی نسبت حضور کی طرف کرتے ہی اسپر یہ فتویٰ جاری ہو جائیگا اور وہ واجب اقتل قرار پائیگا۔

جواب اول:-

چونکہ بعض علم شریعت سے ناواقف اصحاب نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے لہذا میرا روئے سخن انکی طرف نہیں اور نہ مجھے انے اس بارے میں کچھ کہنا ہے کیونکہ ارشاد رب العزت ہے واذا خا طہم الجاهلون قالوا سلاما۔ لیکن چونکہ اہل سنت کے بعض علماء نے اس جاہلانہ فتویٰ کی تائید اور تصدیق فرمائی ہے اسلئے انکی خدمت میں مؤدبانہ طور پر میں صرف دو باتیں عرض کروں گا۔

پہلی تو یہ ہے کہ گزشتہ صفحات میں جو میں نے اس مسئلہ کی تحقیق پیش کی ہے اگر اسکا غور سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ چیز واضح ہو جائیگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے معصوم نبی نے بھی کی ہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف فرمائی ہے۔ بڑے بڑے صحابہ کرام نے کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی ہے۔ امام فخرالدین رازی نے کی ہے۔ امام غزالی نے کی ہے۔ علامہ سیوطی نے کی ہے۔ علامہ عسقلانی نے کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کی ہے۔ علامہ حقی نے کی ہے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نہبانی جیسے عاشق رسول نے کی ہے۔ علامہ صادی نے کی ہے۔ علامہ اسماعیل بن کثیر نے کی ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے کی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے۔ الغرض ان جیسے بڑے بڑے محدثین و مفسرین گزرے ہیں سب نے ذنب کے لفظ کی تاویل کرتے ہوئے اس لفظ کی نسبت حضور کی طرف کی ہے۔ اور صرف نسبت ہی نہیں کی بلکہ نسبت کرنے کے بعد اس معنی کو سب سے اچھا، عمدہ، نفیس اور لطیف ترین جواب اسکو قرار دیا ہے اور حضور کی امتیازی خصوصیات میں سے اسکو شمار کیا ہے۔ کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ سب نبی، ولی، صحابی، مفسر، محدث سب کے سب آپکے فتویٰ کی رو سے (معاذ اللہ) بے ادب، گستاخ رسول کافر اور واجب اقتل قرار پائینگے؟ ان سب نے امت والے معنی ترک کیے ہیں بلکہ انہیں سے بعض نے اس معنی کا کھل کر رد کیا ہے۔

اسکو ضعیف اور غیر مقبول قرار دیا ہے۔ اور وہ معنی جسمیں لفظ ذنب یا لفظ مغفرت کی تاویل کرتے ہوئے ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی گئی ہے اس معنی کو ترجیح دی ہے اور اسکو سب سے اچھا قرار دیا ہے تو کیا انہیں سے کسی کو آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ حضور کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور کیا وہ سب کے سب اس گستاخی کے مرتکب ہونے کے باعث (معاذ اللہ) اس دنیا سے کافر گئے؟ خدا را کسی کی بات کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیجئے کہ آپ کتنی بڑی جسارت کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے انبیاء، صحابہ اولیاء اور علماء کو کافر اور گستاخ رسول قرار دے رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح بعض فرقے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکی توحید کی آڑ لیکر اسکے پیارے محبوبوں کی توہینیں اور گستاخیاں کرتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت اور عشق کی آڑ میں آپکے پیارے محبوبوں اور اللہ کے مقرب بندوں کو بیک قلم گستاخ بے ادب اور کافر قرار دیکر شاید کسی نئے فرقے کی بنیاد رکھی جا رہی ہے؟

جواب ثانی:-

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہم نے یا جس نبی، ولی، یا محدث اور مفسر نے جو ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی ہے تو وہ اپنی طرف سے نہیں دی بلکہ قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور انہوں نے تو اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر اور شرح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نسبت کو اپنی شرح اور تفسیر اور ترجمہ میں صرف نقل کیا ہے۔ اور وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ عظمت مصطفیٰ اور عصمت انبیاء پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ مثلاً علامہ سیوطی امام رازی علامہ قسطلانی اور علامہ جمل کی جو مختار اور پسندیدہ توجیہ ہے اسکو اختیار کرتے ہوئے مغفرت کو عصمت کے اور ستر کے معنی میں لیکر آیت مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

(۱) تاکہ اللہ تعالیٰ بچا لے اور محفوظ کر دے آپکو آپکے اگلے اور پچھلے گناہوں سے۔

یا علامہ محمود آلوسی اور ملا علی قاری اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی پسندیدہ اور مختار توجیہ کو اختیار کرتے ہوئے آیت مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا جائے۔

(۲) تاکہ اللہ تعالیٰ بخشدے آپکے اگلے اور پچھلے وہ امور جنکو آپکو گناہ سمجھے ہوئے ہیں۔
یا علامہ ابو مسعود اور علامہ حقی کی مختار اور پسندیدہ توجیہ کو اختیار کرتے ہوئے آیۃ مبارکہ
کالیوں ترجمہ کیا جائے کہ

(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ بخشدے آپکے اگلے اور پچھلے ذنب یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کام۔
اب ظاہر ہے ان تینوں ترجموں میں عظمت مصطفیٰ اور عصمت انبیاء کا مسلمہ
اور متفقہ عقیدہ کا تحفظ بھی ہو رہا ہے۔ بلکہ پہلے معنی میں تو عظمت مصطفیٰ کا خود اعلان ہو رہا
ہے اور اسکے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں ذنب کی نسبت جو حضور کی طرف کی گئی ہے وہ
بھی بدستور باقی رکھی جا رہی ہے۔ اور اسمیں بھی کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو رہا۔ اس طرح
قرآن میں اپنی طرف سے امت وغیرہ کا لفظ داخل کر کے قرآن میں اپنی طرف سے کوئی
تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرنے کے بجائے قرآن کے الفاظ اور نسبتوں کو بعینہ انکی اصل
حالت میں برقرار بھی رکھا جا رہا ہے اور عظمت مصطفیٰ اور عصمت انبیاء کا تحفظ بلکہ
اسکا اعلان بھی ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھکر عمدہ اور اچھی بات کیا ہوگی؟ تعجب ہے جو اچھی
بات ہے اسکو برا کہا جا رہا ہے۔ عصمت مصطفیٰ کے اعلان کو عصمت کے منافی قرار دیکر کفر
کے فتوے دیئے جا رہے ہیں۔؟ جہلاء ان باتوں کو نہ سمجھ سکیں تو کوئی بات نہیں لیکن
اہل علم حضرات ایسی بات کرتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔

اعتراض ثانی:-

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن پاک میں ذنب کی نسبت حضور کی طرف آئی
ہے لہذا اسکا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف کر دی جائے تو
کوئی حرج نہیں لیکن ذنب کا ترجمہ یا تفسیر گناہ کے لفظ سے کر کے اسکی نسبت حضور کی
طرف دینا صحیح نہیں کفر ہے خواہ گناہ کی کوئی بھی تاویل کی جائے۔ ایسا کرنے والا بے ادبی
اور سنگین گستاخی کا مرتکب ہے اسکا انجام خراب ہوگا۔ وہ علمائے سوء میں سے ہے اور بد
ترین مخلوق ہے اور وہ گستاخ رسول ہے اس پر گستاخ رسول کی جو سزا ہے وہ جاری ہوگی
۔ یعنی وہ واجب اقتل ہے۔ اس فتویٰ کی بھی بعض علمائے کرام تصدیق فرما رہے ہیں جبکہ

بعض دیگر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ ترجمہ یا تفسیر کرتے ہوئے لفظ گناہ کی نسبت دینے سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا البتہ یہ ادب، عظمت اور عصمت انبیاء کے منافی ہے۔

جواب اول

(۱) اگر یہ علمائے کرام صرف یہ فرمادیتے کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کر کے اسکی تاویل کرتے ہوئے بھی حضور کی طرف اس لفظ کی نسبت نہ دی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا تو ایک حد تک انکی یہ بات مانی جاسکتی تھی۔ لیکن انکا یہ کہنا کہ ایسا کرنا ادب عصمت اور عظمت انبیاء کے منافی ہے۔ یا ایسا کرنے والا کافر اور واجب اقتل ہے یہ قطعاً درست نہیں بلکہ ایسا کہنا درحقیقت بڑے بڑے اولیاء اور مقتدر اور مسلمہ علماء اور محدثین کو معاذ اللہ بے ادب اور گستاخ اور کافر بنانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ بے شمار اولیاء علماء مفسرین اور محدثین نے اس قسم کی آیات اور احادیث جنہیں ذنب کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی ہے۔ اسمیں ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکا ترجمہ یا تشریح لفظ گناہ خطاء، لغزش اور کوتاہی وغیرہ سے کر کے اس کی قرآنی نسبت کو حضور کی طرف برقرار رکھا ہے۔ اور اسپر اتنے برس گزرنے کے باوجود کسی مفتی یا عالم نے آج تک انپر اس سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں کیا نہ انکو کسی نے بے ادب، گستاخ قرار دیا اور نہ انپر کفر و ارتداد کا کسی نے کوئی فتویٰ صادر کیا گویا یہ امت کا ایسا اجماع ہے جسکے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لا تجتمع امتی علی الضلالة، لہذا اس اجماع امت کو غیر صحیح کہنا اور اسکے قائلین کو بے ادب اور گستاخ قرار دینا یا انکو کافر اور واجب اقتل قرار دینا یہ سب باتیں نہ صرف یہ کہ درست نہیں بلکہ اکابرین اہل سنت کے متعلق ایک بہت بڑی جسارت ہے۔ اس قسم کے فتوے دینے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ اپنے پیش نظر رکھنی چاہئیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و من دعا رجلاً بالكفر وقال عدو اللہ و لیس کذا لک الا عاد علیہ (صحیح مسلم، کتاب الایمان) ترجمہ اور جس نے کسی کو کافر یا دشمن خدا کہلے پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر اسکی طرف لوٹ آئیگا۔

آئیے ذرا دیکھیں کہ ”ذنبک“ کا ترجمہ یا تشریح لفظ ذنب یا خطاء وغیرہ کے الفاظ سے کرنے والے کیسے کیسے نامور اولیائے کرام اور علمائے عظام ہیں جنکے لئے بے ادب گستاخ اور کافر جیسے الفاظ کی نسبت کرنے کے تصور سے بھی دل لرز نے لگتا ہے۔

(۱) اردو زبان میں قرآن پاک کا سب سے پہلے ترجمہ کرنے والے شاہ رفیع الدین صاحب اس آیت کا لفظ گناہ سے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ تاکہ کشتے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ (ترجمہ قرآن، از شاہ رفیع الدین)

(۲) برصغیر میں قرآن پاک کا سب سے پہلے ترجمہ فرمانے والے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عاقبت فتح آنست کہ بیا مرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گزشت از گناہ تو و آنچہ پس ماندہ (ترجمہ قرآن، شاہ ولی اللہ، ص ۶۷۸)

(۳) شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کا ترجمہ گناہ سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

(۴) اہل سنت کے عظیم مقتداء و پیشوا محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق رسول کی نظر میں بھی لذنبک کا ترجمہ گناہ سے کرنا بے ادبی و گستاخی نہیں چنانچہ وہ خود اپنے ترجمہ میں لفظ گناہ کو لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ولیکن بیاسید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بندہ ایست کہ آمرزیدہ است خدا مرا ورا ہرچہ پیش گزشتہ گناہان وے و ہرچہ پس آمدہ۔ (اشعۃ اللمعات۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ج ۲ ص ۴۱۸)

(۵) برصغیر میں گستاخان مصطفیٰ کو سب سے پہلے للکارنے والے اور عظمت مصطفیٰ کے پرچم کو بلند کرنے والے بطل جلیل علامہ فضل حق خیر آبادی کے مشرب میں بھی ”ذنبک“ کا ترجمہ اور تشریح گناہ سے کرنا بے ادبی اور گستاخی نہیں۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

پس بیاسید بر عیسیٰ علیہ السلام پس بگوید برائے شفاعت نیستم ولیکن بر شما لازم است کہ بر دید بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم او بندہ ایست آمرزیدہ است خدائے تعالیٰ مرا ورا از گناہان پیشیں و پسین او۔ (تحقیق الفتویٰ علامہ فضل حق خیر آبادی ص ۳۲۰/۳۲۱)

(۶) علامہ فضل حق خیر آبادی کی اس فارسی عبارت کا ترجمہ ”ذنب“ سے کرتے ہوئے

علامہ عبدالحکیم شرف قادری تحریر فرماتے ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائینگے میں شفاعت (کبریٰ) کیلئے نہیں ہوں تم پر لازم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے عبد مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف کر دئے ہیں۔ (ترجمہ تحقیق الفتویٰ، محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۱۲۵)

(۷) مولانا عبدالرحمن جامیؒ جیسا عظیم عالم و عارف اور عاشق رسول بھی تاویل کرتے ہوئے لفظ گناہ کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دینے کو گناہ نہیں سمجھتے آپ فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ! رسولے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ گناہ گزشتہ و آئندہ

وے را آمرزیدہ است آخ

(شواہد النبوة، عبدالرحمن جامی، رکن رابع، ص ۹۱)

(۸) عظیم روحانی بزرگ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی طرف منسوب جس ترجمہ قرآن کے قلمی نسخے کا عکس علامہ کوکب نورانی صاحب زیدہ مجددہ کے پاس ہے اس میں بھی لفظ ذنب کی نسبت حضور کی طرف دیتے ہوئے یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔

تا بیا مرزد ترا خدائے آنچہ گذشت از ذنب تو و آنچہ ماندہ است (سورۃ فتح آیت ۲)

(۹) مفتی اعظم ہندوستان حضرت علامہ محمد مظہر اللہ شاہ صاحبؒ نے بھی ذنب کا ترجمہ لغزش اور گناہ سے کرتے ہوئے آیت میں دی ہوئی نسبت کو اپنے ترجمہ میں برقرار رکھا ہے۔ آپ یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

(الف) اور (اے محبوب) اپنے لئے اور سب مسلمانوں مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے گناہوں کی معافی مانگو (سورۃ محمد آیت ۵۵)

(ب) بیشک (اے محبوب) ہم نے تمہارے لئے ظاہر فتح فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف فرمادے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔ (سورۃ فتح)

(ترجمہ حضرت شاہ مفتی محمد مظہر اللہ، ناشر سید محمد شفیع الدین مرید حضرت شاہ محمد رکن الدین الوریؒ، مالک اقبال پرنٹنگ ورکس، دہلی)

(۱۰) سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی بزرگ اور خانوادہ مجددیہ کے حسین چشم و چراغ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ذنب کے معنی کوتاہی سے کرتے ہیں اور ذنب کی نسبت جو قرآن میں دی گئی ہے اسکو اپنے کلام میں باقی رکھتے ہوئے یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔ اور اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی طلب کرو اور زن و مرد اہل ایمان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ (العقائد الصحیحہ، خواجہ محمد حسن جان ص ۱۸)

(۱۱) اس دور میں اہل سنت والجماعت کے امام مقتداء و پیشوا غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عشق رسول میں ڈوبا ہوا شخص بھی ذنب کا ترجمہ خلاف اولی کام سے کر کے اسکی تشریح صورتا گناہ سے فرما کے اسکی نسبت حضور کی طرف فرما رہا ہے چنانچہ آپ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تاکہ اللہ آپکے لئے معاف فرمادے آپکے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولی سب کام جو آپکے کمال قرب کی وجہ سے محض صورتا گناہ ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل ہیں۔ (البيان ترجمہ القرآن۔ علامہ احمد سعید کاظمی ص ۶۶۲)

(۱۲) پاکستان میں اہل سنت والجماعت کی ایک عظیم علمی اور دینی شخصیت حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے انکے وارث اور جانشین شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب مدظلہ العالی بھی ایک حدیث مبارکہ میں لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کرتے ہوئے حضور کی طرف اسکی نسبت کو اپنے ترجمہ میں بھی بدستور باقی رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ ”لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے وہ کہنگے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اللہ تعالیٰ نے انکے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہیں۔ (تفہیم البخاری، مولانا غلام رسول رضوی ج ۱ ص ۴۸)

ام المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کس لئے کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہیں اور آپ مغفور ہیں آپ نے فرمایا کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں“ (تفہیم البخاری، ج ۱ ص ۴۴۲)

(۱۳) مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی دامت برکاتہم العالیہ اس آیت مقدسہ کے ترجمہ میں لفظ گناہ کی تاویل کرتے ہوئے اسکی اضافت حضور کی طرف قائم رکھتے ہوئے حضور کی مغفرت کے بارے میں اپنا ترجیحی ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ہم نے آپکو فتح مبین عطاء فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے خیال میں جتنے بھی تمہارے گناہ ہیں سابقہ یا آئندہ ان تمام کی مغفرت فرمادے۔ (کوثر الخیرات، محمد اشرف سیالوی، ص ۲۲۵)

اے محبوب اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور جنہیں تم مرتبہ قرب اور منصب محبوبیت کے لحاظ سے گناہ سمجھتے ہو وہ تم سے صادر ہوئے یا ابھی صادر نہیں ہوئے وہ سب بخش دیئے۔ (کوثر الخیرات، محمد اشرف سیالوی، ص ۲۲۷)

(۱۴) اہل سنت والجماعت کے ایک اور مقتدر عالم علامہ سید سعادت علی قادری صاحب مدظلہ العالی بھی ذنب کی تشریح لفظ گناہ سے کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول میں اسکو حضور کی طرف نسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آخر ایک دن محبوبہ بیوی نے سوال کر ہی لیا کہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپکے رب نے تو پہلے ہی آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں پھر اتنی محنت و مشقت کی کیا ضرورت ہے۔ (تبلیغی کتاب، علامہ سید سعادت علی قادری، ص ۱۶۷)

(۱۵) موجودہ دور میں اہل سنت کے عظیم مفکر اور اسکالر حضرت قبلہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ آیۃ مبارکہ فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک میں ذنب کا ترجمہ کوتاہیوں سے کرتے ہوئے بتاویل موہومہ اسکو حضور کی طرف نسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پس (اے محبوب) آپ صبر فرمائیے (کفار کی زیادتیوں پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موہومہ) کوتاہیوں پر۔ (جمال القرآن، پیر کرم شاہ الازہری، ص ۷۳، ۷۴)

(۱۶) اہل سنت والجماعت کے نامور خطیب، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑویؒ نے ذنب کا ترجمہ خطا سے کرتے ہوئے فرمایا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپکی اگلی پچھلی سب خطائیں بخش دی ہیں۔ (ذکر جیل، ص ۲۲۲)

جواب ثانی :-

تعجب کی بات یہ ہے کہ جن علامہ صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کرنا صحیح نہیں اور ایسا کرنا ادب عصمت اور عظمت انبیاء کے منافی ہے اور اس سے عوام کے ذہنوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ خود انکے کلام میں کئی مقامات پر ذنب، معصیت، خطاء، جھوٹ اور عتاب جیسے الفاظ کی (تاویل کرتے ہوئے) بار بار انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت پائی جا رہی ہے۔ لیکن ان الفاظ کو انبیاء کیلئے استعمال کے باوجود انکی نظریں نہ انبیاء کی عصمت اور عظمت پر کوئی آنچ آتی ہے اور نہ ادب کے منافی کوئی کام ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اسوقت عوام کی ذہنوں میں کوئی تشویش پیدا ہوتی ہے انکی نظریں صرف ایک گناہ کا لفظ ایسا ہے کہ وہ اگر بڑے بڑے اکابر علماء، محدثین اور فقہاء استعمال کر لیں تو یہ ادب کے منافی بھی ہو جاتا ہے۔ عصمت اور عظمت انبیاء کے خلاف بھی ہو جاتا ہے اور عوام کے ذہنوں میں اس سے تشویش بھی پیدا ہو جاتی ہے اور سارے کے سارے مقتدر علماء کا یہ علمی تسامح بھی بن جاتا ہے۔

ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

انکی تصنیف سے چند انکی عبارات نقل کی جاتی ہیں۔ ذرا دیکھئے کیسے کیسے الفاظ انہوں نے انبیاء کی طرف منسوب فرمائے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے معصیت کا لفظ لاتے ہوئے ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جھوٹ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ایک حدیث مبارک کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ اسلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سواء جھوٹ نہیں بولا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عتاب کا لفظ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اسلئے آپ پر عتاب کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لفظ خطاء کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسمیں آپ نے اجتہاد کیا اور اجتہاد میں خطاء واقع ہوئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت عصمت اور ادب کے منافی نہیں اس پر آنحضرت فاضل بریلوی کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اور اگر اس آیت میں خطاء کو بمعنی خلاف اولیٰ لے کر حضرت ابراہیم کی طرف خطاء کی نسبت جائز ہے تو لیغفرک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر میں بھی ذنب کو بمعنی خلاف اولیٰ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کا تعلق جائز ہوگا۔ اور یہ لفظ خلاف عصمت اور منافی ادب نہیں ہوگا۔

حتیٰ کے لفظ گناہ کی نسبت بھی کئی مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیتے ہیں مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ انکی ذوات اور انکے مفروضہ گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اپنی عصمت اور حفاظت کو حائل کر دیا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

آپ کے بالفرض گناہ ہیں بھی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیئے۔

بہر حال ان محترم علامہ صاحب کا یہ فرمانا کہ ذنب کا ترجمہ گناہ سے کر کے تاویل کے باوجود اسکی نسبت حضور کی طرف کرنا ادب عصمت اور عظمت رسول کے منافی ہے یہ بات نہ صرف یہ کہ درست نہیں اور اجماع امت کے خلاف ہے بلکہ خود انکے اپنے دلائل، اقوال اور اپنی ہی عبارات اور تحریروں کے بھی منافی ہے جنہیں لفظ گناہ کی نسبت انہوں نے حضور کی طرف دی ہے۔ اسکے علاوہ ذنب کے جوازیں جو دلیل انہوں نے ذکر فرمائی ہے اسی دلیل سے انکے قول کا بطلان اور لفظ گناہ کی نسبت کا جواز بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جب لفظ ذنب کے ایک معنی معصیت اور دوسرے الفاظ خطاء عتاب وغیرہ کی تاویل کرتے ہوئے ان الفاظ کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف جائز ہے اور آپ کے کلام میں پائی جارہی ہے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ادب عصمت اور عظمت کے منافی نہیں ہے تو اسی ذنب کے دوسرے معنی گناہ کی تاویل کرتے ہوئے اسکی نسبت بھی جائز ہوگی اور

ادب عصمت و عظمت انبیاء کے منافی نہیں ہوگی۔ اور اگر لفظ گناہ کی نسبت کو تاویل کے باوجود آپ غیر صحیح اور عصمت و ادب انبیاء کے منافی کہہ سکیں تو آپ کو لفظ ذنب، خطاء، معصیت اور عتاب جیسے الفاظ کی نسبت کو بھی غیر صحیح اور عصمت کے منافی کہنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں ان سب کے حقیقی اور لغوی معنی مراد اور مدلول ایک ہیں اور اپنے حقیقی، لغوی اور عرفی معنی کے لحاظ سے اسمیں سے کوئی سالفظ بھی انبیاء علیہم السلام کے شان کے لائق نہیں لیکن جب انہیں سے بعض الفاظ کے مجازی معنی لیکر انکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کرنے کو آپ صحیح قرار دے رہے اور خود کر بھی رہے ہیں تو یقیناً انکے ہم معنی ہم مفہوم دوسرے الفاظ کے بھی مجازی معنی لیکر انکا استعمال بھی انبیاء علیہم السلام کے لئے درست ہوگا۔

خلاصہ کلام:-

اس تمام تحقیق سے عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں تین باتیں واضح ہو کر سامنے آگئیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آیہ مبارکہ لیغفرلک اللہ ماتقدم میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت مراد لینا یہ نقلی اور عقلی طور پر درست نہیں بلکہ متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ اس آیہ کا ترجمہ اور تشریح وہی درست اور صحیح ہے جس میں ذنب یا مغفرت کے لفظ کی توجیہ کرتے ہوئے وہ نسبت جو قرآن میں حضور کی طرف دی گئی ہے اسکو برقرار رکھا جائے اور چونکہ اس صورت میں ذنب کے لفظ کی تاویل کر کے اور حضور کے شایان شان معنی بنا کر اسکو لایا جا رہا ہے اس لیے اس سے عصمت انبیاء کے مسلمہ عقیدہ پر بھی کوئی آنچ نہیں آئیگی۔

(۳) اور تیسری بات یہ کہ ان آیات مبارکہ میں ذنب کا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت ذنب یا اس کے ہم معنی الفاظ یعنی گناہ، خطاء، کوتاہی، یا لغزش وغیرہ کو خلاف اولی کے معنوں میں لیتے ہوئے یا اس کی دیگر تاویلیں کرتے ہوئے اسکی قرآنی نسبت کو برقرار رکھنا نہ کفر ہے نہ

گناہ ہے نہ عصمت انبیاء اور عظمت و ادب انبیاء کے منافی ہے۔

علمی اختلاف۔

ہماری اس تحقیق کو بعض حضرات اعلیٰ حضرت کی بے ادبی اور گستاخی اور انے منہ زوری پر اسے محمول کرتے ہیں حالانکہ میں مقدمہ میں عرض کر چکا ہوں کہ علمی اختلاف کو اس طرح کے رنگ دینا درست نہیں بلکہ اکابرین سے وزنی دلائل کی بناء پر علمی اختلاف کرنا یہ تمام اکابر علماء فقہاء کی سنت ہے حتیٰ کے خود اعلیٰ حضرت کی بھی سنت ہے۔ اور اس علمی اختلاف کرنے سے نہ اعلیٰ حضرت کے علمی مقام میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ انے ہماری ارادت و عقیدت میں کوئی فرق پڑتا ہے ہم اس اختلاف کے باوجود آج بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں انکو اپنے وقت کا بے بدل عالم و عارف اور ایک بلند پایہ فقیہ اور عاشق رسول سمجھتے ہوئے انکا بے حد دل سے ادب و احترام کرتے ہیں لیکن معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نے نہ انکو نبی معصوم سمجھتے ہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر انکو کوئی اعلیٰ شخصیت قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر میں لا علمی کی بناء پر سو اعلیٰ حضرت کا ترجمہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث کے خلاف ہو گیا ہے اسلئے ہم اب جانتے بوجھتے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اس ترجمہ کو صحیح کہہ کر حدیث کو غلط کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے، لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اعلیٰ حضرت کے عقیدہ مند ایسے بھی ہیں جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھکر اور اعلیٰ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ حضور کی صحیح احادیث کو ٹھکرا کر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو بہر حال میں صحیح قرار دینے پر مصر ہیں۔

ظاہر ہے جب ان حضرات کی نظر میں اعلیٰ حضرت کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں (معاذ اللہ) تو دیگر انبیاء اور اولیاء اور مفسرین محدثین کے اقوال کی کیا اہمیت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان

حضرات کو تمام سلف صالحین کی عبارات اور ترجمے دکھائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابن عباس حضرت عائشہ، حضرت امام رازی، حضرت امام غزالی، حضرت علامہ حقی، علامہ عسقلانی علامہ قسطلانی، علامہ یوسف نبھانی، علامہ سیوطی، علامہ محمود آلوسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، خواجہ محمد حسن سرہندی، غزالی زماں علامہ کاظمی شاہ صاحب مناظر اہلسنت علامہ اشرف سیالوی جیسے اکابرین میں سے بعض خود لفظ ذنب کی اور بعض اسکے معنی گناہ یا خطاء وغیرہ سے کر کے حضور کی شایان شان اسکے معنی بنا کر اسکی نسبت حضور کی طرف کر رہے ہیں اور انہیں سے کوئی بھی امت کی مغفرت مراد نہیں لے رہا بلکہ حضور ہی کی مغفرت کے ایسے معنی مراد لے رہے ہیں جس سے عصمت انبیاء پر کوئی آنچ نہیں آرہی۔

تو اسکے جواب میں یہ لوگ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب ترجمے اور تفسیریں غلط ہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والا خواہ کوئی بھی ہو (معاذ اللہ) سب گستاخ اور بے ادب ہیں ایک خطیب صاحب نے مجھے خط میں لکھا۔

”غیر معصوم (چاہے کوئی بھی ہو) اگر خطاء کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے تو یہ اسکی خطاء ہے کیونکہ وہ غیر معصوم ہے اور حضور معصوم ہیں معصوم کو خطاء کا یا مذنب کہنا غیر معصوم کی خطاء ہے مراد چاہے کچھ بھی ہو ہم آپ کے پیش کردہ حوالوں کو عصمت رسول پر قربان کرتے ہیں۔ غیر معصوم لوگوں کی خطاء ہے۔ (ایک خطیب کا مکتوب بنام راقم الحروف، مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ)

اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اتنے بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء اور علماء اور فقہاء کو بے ادب اور گستاخ اور خطاکار قرار دیدینا بہت بڑی جسارت ہے بلکہ گذشتہ اوراق میں جو اقوال میں نے پیش کیے ہیں جنہیں ذنب کی نسبت حضور کی طرف دی گئی ہے ان اقوال میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی ہے۔ اور یہ خطیب

صاحب ان سب اقوال کے لئے فرما رہے ہیں کہ یہ غیر معصوم کی خطاء ہے تو گویا انہوں نے مندرجہ بالا تمام صحابہ اولیاء اور علماء محدثین اور مفسرین کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی غیر معصوم اور خطاء کار کہہ دیا گویا علحضرت کی عقیدت میں اب نبیوں کی عصمت کے مسلمہ عقیدہ سے بھی انکار ہونے لگا (معاذ اللہ)

بہر حال اب علحضرت سے ایسی اندھی اور کافرانہ عقیدت رکھنے والوں اور علحضرت کو سب نبیوں اور ولیوں سے افضل سمجھنے والوں کو نہ تو کسی حدیث سے قائل کیا جاسکتا ہے نہ انکے سامنے کسی نبی یا ولی کا قول پیش کیا جاسکتا ہے وہ تو صرف علحضرت کو مانتے ہیں علحضرت کے سوا کسی نبی یا ولی کو نہیں مانتے لہذا ایسے حضرات کی خدمت میں اب میں علحضرت ہی کی اور علحضرت کے والد محترم کی تحریر آخر میں پیش کرتا ہوں جس میں خود علحضرت نے اور انکے والد نے حضور کی امت کی مغفرت کا نہیں بلکہ خود حضور کی مغفرت کا قول کیا ہے۔ لذنوبک میں ذنب اور گناہ کی نسبت امت کی طرف نہیں دی بلکہ اس سے حضور کے ذنب مراد لئے ہیں۔ اب جو لوگ اس جرم میں سارے نبیوں ولیوں اور محدثین و مفسرین کو گستاخ اور بے ادب قرار دے رہے ہیں اور انکو خطا کار کہہ رہے ہیں ان حضرات سے میں پوچھوں گا کہ علحضرت اور انکے والد گرامی کے بارے میں اب آپ کی کیا رائے ہے

اعلحضرت کا کلام:-

(۱) واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات کی ایک تشریح صاحب کشاف نے کی ہے کہ واستغفر لذنوبک لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک اس تفسیر میں صاحب کشاف نے ذنبک سے امت کے ذنب مراد نہیں لئے بلکہ تقصیر الشکر کی تاویل کر کے حضور ہی کے ذنب مراد لیے ہیں علحضرت بھی اسی کو اختیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں

فرمائیں انکے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اسکے لئے استغفار فرمائیں

کہاں کمی اور کہاں غفلت نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقتہ غیر

متناہی بالفعل ہیں کما حققہ النقی ابن السعود فی ارشاد العقل السلیم

قال الله عز وجل وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها اگر اللہ کی نعمتیں گنا چاہو تو نہ گن سکو گے جب اسکی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

از دست وزباں کہ بر آید
کز عمدہ شکرش بدر آید

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے۔ نعمائے الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں مترائد ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے میں سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہیں۔ مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خاں ج ۹ ص ۵۷)

جب اس آیت مبارک کی یہی تفسیر عربی اور اسلامی علوم سے ناواقف ایک شخص کے سامنے بیان کی گئی تو اس نے تفسیر بیان کرنے والے کے لیے کہا۔

”کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عام انسان سمجھ رہا ہے۔ اسکا مقیاس ذہنیت بہت پست ہے۔ اس کو ابھی تک مقام رسالت یعنی اس پوسٹ کی بلندی کا پتہ ہی نہیں تب ہی تو وہ ایسی باتیں کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام رسالت کے اکمل ترین درجہ پر ہے (؟) جہاں کم مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ کی بات کرنا بے وقوفی ہے ایسی صورت میں ذنب کو مختلف تاویلین اور ذاتی رائے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اور اضافت کرنا صریحاً گمراہی اور جہالت ہے۔

ایک ایسا شخص جو آیہ مبارکہ ”وللآخرة خیر لک من الاولى“ کا ہی منکر ہوا سکو میں

جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا البتہ جن علماء نے ان جاہلانہ باتوں کی تصدیق کی ہے انہیں ضرور دریافت کروں گا کہ ذنب کی یہی تاویل کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی بعینہ یہی تفسیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی فرمائی ہے (جیسا کہ تفصیلی حوالہ اوپر گزرا) اب اپنی اعلیٰ حضرت کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیا یہ تفسیر کرنے پر انکا مقیاس ذہانت بھی بہت پست ہے؟ کیا اعلیٰ حضرت کو بھی مقام رسالت کا پتہ نہیں؟ کیا وہ بھی کم مرتبہ اور درجہ کی بات کر کے بے وقوفی کی بات کر رہے ہیں؟ کیا ذنب کی یہ تاویل کرتے ہوئے ذنب کی نسبت حضور کے ساتھ قائم کرنے پر وہ بھی صریح گمراہی اور جہالت میں مبتلا ہیں؟ (معاذ اللہ)

(۲) لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی سب سے پہلی توجیہ علامہ ابو سعود علامہ حقی اور علامہ سید آلوسی کی بیان کردہ جو میں نے تحریر کی ہے جسمیں ذنبک کے مجازی معنی ترک اولیٰ مراد لیکر ذنب کی نسبت حضور ہی کی طرف قائم رکھی گئی ہے۔ اسی توجیہ کو خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک مقام پر اختیار فرماتے ہیں۔ اور ذنبک میں ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھتے ہوئے ذنب کی تاویل ترک اولیٰ سے کر کے اسکو لفظ گناہ سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت زیادہ

جنکے رتبے ہیں سو انکو سوا مشکل ہے۔

بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لیگا جو برتاؤ گوارا کر لیگا ہرگز شہریوں سے پسند نہیں کریگا شہریوں میں بازار یوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک ہر بار دوسرے سے زیادہ۔ اسلئے وارد ہوا حسنات الابراہیم سیئات المقربین۔ نیکیوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں (فتاویٰ

رضویہ، امام احمد رضا خاں بریلوی ج ۹ ص ۷۷)

علماء و مفسرین و محدثین کی پسندیدہ اس توجیہ اور تفسیر کیلئے انہی مفتی صاحب کا فتویٰ ہے کہ ترک اولیٰ کی کوتاہیاں! استغفر اللہ ایسی نامعقول اور جاہلانہ باتیں

چونکہ بعض علماء نے ان جاہلانہ باتوں کی تصدیق و تعریف کی ہے لہذا ان علماء کی خدمت میں پھر میرا سوال ہوگا کہ اب جبکہ یہی توجیہ اور تفسیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اختیار فرمائی ہے۔ (جیسا کہ حوالہ اوپر گزرا) تو کیا انکے بارے میں بھی آپکی یہی رائے ہوگی کہ اعلیٰ حضرت نے بھی ایسی نامعقول و جاہلانہ باتیں کی ہیں؟

(۳) روزہ کے متعلق جو حدیث گزشتہ اوراق میں نقل کی گئی اس قسم کی ایک حدیث مبارکہ نقل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اسکا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دروازہ اقدس کے پاس کھڑے ہوئے تھے ایک شخص نے حضور سے عرض کی اور میں سن رہی تھی کہ یا رسول اللہ میں صبح کو جنب اٹھتا ہوں اور نیت روزہ کی ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ایسا کرتا ہوں اس نے عرض کی حضور کی ہماری کیا برابری حضور کو تو اللہ عزوجل نے ہمیشہ کیلئے پوری معافی عطاء فرمادی ہے آخ (فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خاں صاحب

ج ۴ ص ۴۱۵/۴۱۶)

یہاں اعلیٰ حضرت نے امت کی مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور کی مغفرت مراد لی ہے (۴) جب شیخ گنگوہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کیا کہ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم (بخدا میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا) تو اسکے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا۔

خود قرآن عظیم و احادیث صحیحہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اسکا ناخ موجود کہ جب آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اتری یعنی تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے

پچھلے گناہ، صحابہ نے عرض کی ہنیا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ
 لک ماذا یفعل بک فماذا یفعل نبا۔ یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو
 خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف صاف فرمادیا کہ حضور کے
 ساتھ کیا کریگا۔ رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کریگا اس پر یہ آیت اتری
 لیدخل المؤمنین والمؤمنات (الی قولہ تعالیٰ) فوزا عظیمًا۔ تاکہ داخل
 کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں
 میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہینگے انہیں اور ہٹا دیئے انکے
 گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔ یہ آیات اور انکے مثال
 بے نظیر اور یہ حدیث جلیل شہیرا یوں کو کیوں بچھائی دیتیں۔ (ابناء
 المصطفیٰ، امام احمد رضا خاں صاحب ص ۸-۹)

بہر حال ان چاروں عبارات میں خود اعلیٰ حضرت نے ذنبک سے امت کے ذنب کی
 مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور کی مغفرت مراد لیکر ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اسکا
 تعلق حضور سے قائم رکھا ہے۔ جبکہ شرعی علوم سے ناواقف مفتی صاحب کا فتویٰ ہے اور
 اس پر علمائے کرام کی تصدیقات ہیں کہ ذنب کی کوئی بھی تاویل کریں اگر اسکی نسبت کسی نے
 بھی حضور کی طرف کر دی تو اسکا ایمان بھی خراب ہو گیا وہ کافر بھی ہو گیا، جہنم اسکا مقدر
 بن گیا، آخرت اسکی برباد ہو گئی ہے، عبد اللہ بن ابی کے ساتھ اسکا حشر ہوگا۔ اور گستاخی
 رسول کے باعث تو ہین رسالت کی جو سزا ہے اس پر نافذ ہوگی۔

اب میں اس جاہلانہ فتوے کی تصدیق و تعریف فرمانے والے علمائے کرام سے
 مؤدبانہ انداز میں دریافت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت کی ان مندرجہ بالا عبارات میں مغفرت
 ذنب کا تعلق امت کے ساتھ نہیں ہو رہا بلکہ واضح اور صریح طور پر حضور کے ساتھ ہو رہا ہے
 اور یہاں اعلیٰ حضرت نے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت والا ترجمہ نہیں کیا بلکہ خود حضور کی
 مغفرت کا ترجمہ کیا ہے۔ اور بطور تاویل حضور ہی کے ذنب کی مغفرت مراد لی ہے تو اب
 آپ کے تصدیق شدہ فتوے کی رو سے کیا معاذ اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ایمان بھی خراب
 ہو گیا؟ کیا انکا بھی عبد اللہ بن ابی کے ساتھ حشر ہوگا؟ کیا انکی بھی آخرت برباد ہو گئی؟ کیا

وہ بھی کافر ہو گئے؟ کیا انکا بھی جہنم مقدر ہو گیا۔ کیا گستاخی رسالت کے سبب وہ بھی مرتد ہو گئے اور توہین رسالت کی سزا کے مستحق ٹھہرے؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

(۵) اسی طرح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کلام میں لفظ خطاء اور لفظ معصیت کی نسبت بھی معصوم انبیاء علیہم السلام کی طرف پائی گئی ہیں۔ مثلاً آیہ مبارکہ والذی اطمع ان یغفر لی خطیاتی یوم الدین (الشعراء ص ۸۰/۲۶) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے جسکا ترجمہ اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

اور وہ جسکی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔ (کنز الایمان)

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت دیتے ہوئے آیہ مبارکہ کا یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وعصی آدم ربہ۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی۔ (فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خاں صاحب ج ۹ ص ۷۷)

جبکہ ایک خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ غیر معصوم چاہے کوئی بھی ہو اگر خطاء کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے تو یہ اسکی خنساء ہے۔ معصوم کو خطاء کا ریاء مذنب کہنا غیر معصوم کی خطاء ہے اب ان خطیب صاحب کا اعلیٰ حضرت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیونکہ یہاں بھی ایک غیر معصوم (اعلیٰ حضرت) نے ایک معصوم (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی طرف خطاء کی نسبت کی ہے۔ اور دوسرے معصوم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت کی ہے۔ اور تیسرے معصوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (مندرجہ بالا حوالوں میں) اذنب کی نسبت کی ہے کیا اعلیٰ حضرت بھی خطاء کا رہیں۔ کیا انے بھی خطاء ہو گئی؟ کیا انہوں نے بھی ایک ناجائز کام کیا ہے۔

صدر الافاضل کا کلام:-

اعلیٰ حضرت کے چہیتے اور سب سے اہم اور مشہور خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی ایک عبارت میں بھی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک والی آیت سے امت یا اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت مراد نہیں ہے۔ بلکہ خود حضور کی مغفرت ذنب

مراد ہے۔ انکے نزدیک بھی اس آیت میں ذنب کی نہبت امت کی طرف نہیں بلکہ خود حضور کی طرف ہے چنانچہ حضرت صدر الافاضل و ماوردی مایفعل بی ولا بکم کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

یہ آیت فسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزی کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال یکساں ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں اگر یہ قرآن انکا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو انکا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دے تاکہ انکے ساتھ کیا کریگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائیگا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہار یہ آیت نازل ہوئی بشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلاً کثیراً (۱) تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اور مؤمنین کیساتھ کیا۔

حضرت صدر الافاضل نے یہ فرما کر کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کریگا اس بات کی صراحت کر دی کہ انکے نزدیک لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک میں حضور کے ذنب کی مغفرت مراد ہے امت کے ذنب کی مغفرت مراد نہیں۔

اسی قسم کی تفسیر علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے۔ (جیسا کہ گزشتہ اوراق میں گزری)

اب کیا ان مقتیان کرام کی فتویٰ کی رو سے اعلیٰ حضرت اور انکے چہیتے اور خاص شاگرد اور خلیفہ صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی، اور مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی لیغفر لک اللہ والی آیت میں امت کی مغفرت کے بجائے خود حضور کی مغفرت مراد لینے اور ذنب کا

تعلق امت کے بجائے حضور سے کرنے پر کیا یہ حضرات بھی گستاخ بے ادب اور کافر ٹھہریں گے اور توہین رسالت کرنے پر واجب اقتل قرار پائیں گے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔
اعلیٰ حضرت کے والد کا کلام:-

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور اپنے وقت کے مقبجر عالم دین علامہ مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک حدیث مبارک کا ترجمہ کرتے ہوئے ذنبک سے امت کے گناہوں کی مغفرت مراد نہیں لے رہے۔ بلکہ اس سے خود حضور کی مغفرت مراد لیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں آپ نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوچ گئے لوگوں نے کہا کہ آپ تکلیف اس قدر کیوں اٹھاتے ہیں کہ خدا نے آپ کو اگلی پچھلی خطا معاف کی۔ فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً
 (سرور القلوب، شاہ نقی علی خاں ص ۲۲۲)

اسی حدیث مبارک کا ترجمہ اپنی دوسری کتاب الکلام الاوضح میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”کہ خدا نے اگلے پچھلے قصور آپ کے معاف کر دیے“ (الکلام الاوضح، علامہ نقی علی خاں ص ۲۲۲)
 ایک مقام پر آیہ مبارکہ لیغفرلک اللہ میں ذنب کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونے کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دیکھو آیہ مبارکہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر باوجود عصمت انبیاء کے وارد کبھی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب کو ایک قسم کی خصوصیت کے ساتھ ممتاز فرماتا ہے۔ اور اس سے مقصود صرف عزت بڑھانا ہے نہ کہ وقوع اسکا جیسے بعض مصاحبوں اور وزیروں کے لئے حکم ہوتا ہے ہم نے تین خون تجھے معاف کیے حالانکہ بادشاہ جانتا ہے ایسے شخص مہذب سے خون کبھی واقع نہ ہوگا یا کبھی بعض وزراء کے صوبوں اور سرداراں ملک کے نام حکم جاری ہوتا ہے

جب وہ تمہارے پاس آئے تو اسکے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اسکی اطاعت واجب جانو اگرچہ وہ وزیر کبھی دار الخلافہ سے باہر نہ جائے ہاں اس قسم کی باتوں سے عزت اس مصاحب اور وزیر کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ سو یہاں بھی عزت اپنے محبوب کی بڑھانا مقصود ہے۔ (سرور القلوب، شاہ نقی علی خاں، ص ۲۲۶)

اعلیٰ حضرت کے والد گرامی بھی آیۃ مبارکہ میں امت کے بجائے خود حضور کی مغفرت مراد لیکر ذنب کی نسبت کو حضور ہی کے ساتھ قائم رکھے ہوئے ہیں اور اسکی توجیہ وہ ہی فرما رہے ہیں جو میں نے ابتداء میں علامہ سبکی علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی اور شیخ محقق کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ اس کے متعلق بھی وہ ہی مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سات خون معاف کرنے کی مثال اور یہ توجیہ بڑی بھونڈی اور احمقانہ ہے اور ایسی مثال حضور پر فٹ کرنا سخت توہین گستاخی اور بے ادبی ہے۔

جن علمائے کرام نے اس فتوے کی تعریف و تصدیق فرمائی ہے ان سے بڑے ادب کیساتھ عرض کروں گا کہ اب جبکہ بعینہ یہ توجیہ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی نے بھی فرمادی ہے تو اب آپکی اعلیٰ حضرت کے والد گرامی کے بارے میں کیا رائے ہے کیا انہوں نے بھی کوئی بھونڈی اور احمقانہ بات کی ہے اور کیا وہ بھی آپ کے فتویٰ کی رو سے بے ادب و گستاخ قرار پائیں گے؟

آخر میں پھر میں علمائے کرام سے بڑے احترام کیساتھ یہی گزارش کروں گا کہ آپ کو اللہ نے علم دیا ہے۔ خدا را کسی کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا کیجئے کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔ اسکے جاہلانہ اور ملحدانہ فتووں کی زد میں کون کون آ رہا ہے معاذ اللہ! جس کفر و ارتداد اور جہالت و گستاخی کے فتوے کی زد میں انبیاء اور صحابہ سے لیکر اس دور کے غزالیٰ زماں تک سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء صوفیاء اولیاء مفسرین و محدثین آ رہے ہوں۔ ایسے فتووں کی تصدیق کر کے آپکو کیا ملیگا؟ کہیں لاشعوری طور پر آپ کسی نئے فرقہ کے وجود میں

لانے کی سازش کا شکار تو نہیں ہو رہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔



حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت خواجہ شاہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

(۱) توضیح العقائد: اللہ رب العزت، اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس

کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے کا مفصل بیان۔

(۲) رکن دین: ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت، وضو، غسل، آذان، تکبیر

اور نماز کے اوقات اور ان کے مسائل، ہر مہینہ کے مختلف نوافل اور ان

کے فضائل اور فوائد کا بیان۔

(۳) کتاب الزکوۃ: زکوۃ عشر اور صدقہ فطر کے مسائل، مصارف اور

فوائد کا بیان۔

(۴) کتاب الصیام: رمضان المبارک اور ہر مہینہ کے فرضی اور نفلی

روزوں کی تفصیل، ان کے مسائل، فضائل اور فوائد پر بے نظیر کتاب۔

(۵) کتاب الحج: حج، عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے مستند فضائل،

مسائل، صوفیانہ اور عاشقانہ رنگ میں اس کے اسرار و رموز پر اپنی

نوعیت کی ایک نرالی کتاب۔

دکن الاسلام پبلیکیشنز - ہیرآباد حیدرآباد

فلاحی مجلس

نورآباد فتح گڑھ سیالکوٹ

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی نئی تصانیف

(۱) فوٹو اور وڈیو کا شرعی حکم

(۲) ڈاڑھی کا شرعی حکم

(۳) برتھ کنٹرول کا شرعی حکم

(۴) اسبال (ٹخنوں سے پاجامہ نیچے کرنے کا شرعی حکم)

(۵) لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم

(۶) گنہگار اور رحمت پروردگار

رکن الاسلام پبلیکیشنز۔ آزاد میدان بیر آباد حیدر آباد



صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی دیگر تصنیفات

- (۱) سندھ کے صوفیائے نقشبند :- (دو جلدیں)
تصوف کی تعریف، اہمیت، فضیلت اور تمام سندھ کے نقشبندی صوفیاء کے حالات
- (۲) بزم جانناں :- پاک و ہند کی عظیم روحانی شخصیات حضرت خواجہ محمد رکن الدین اور حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوریؒ کے حالات
- (۳) تجلیات ضیائے معصوم :- افغانستان کی ایک عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ ضیائے معصوم کابلی افغانی اور انکے آباء اجداد اور انکی اولاد امجاد کے حالات
- (۴) جدید طبی مسائل کا شرعی حل :- پلاسٹک سرجری، اعضاء کی پیوند کاری، بیوی کو خون دینا، الکحل ملی دواؤں کا حکم روزہ میں، انجکشن اور ڈرپ وغیرہ کا حکم
- (۵) درس قرآن :- بعض اہم عقائد و اعمال سے متعلق منتخب آیات کا ترجمہ اور مختصر سی تفسیر پر مشتمل تربیتی نصاب
- (۶) درس حدیث :- بعض اہم عقائد و اعمال سے متعلق منتخب احادیث کا ترجمہ اور تشریح پر مشتمل ایک تربیتی نصاب
- (۷) حق نبی :- ایک علمی بحث مقتدر علماء کی تصدیقات کے ساتھ
- (۸) رحمۃ للعالمینؐ کی دعائیں :- مختلف مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول معتبر دعاؤں کا مجموعہ
- (۹) فتاویٰ :- مختلف فقہی موضوعات پر لکھے ہوئے سوالوں کے محققانہ اور دلائل سے مرصع جوابات

رکن الاسلام پبلیکیشنز :- آزاد میدان ہیر آباد حیدر آباد -

اسٹاکسٹ محمودیہ بک فاؤنڈیشن بالمقابل الائیٹ سنما حیدر آباد